فضائلِ مدینہ منورہ

مؤلف

حضرت مولانا مفتی عبد الرحمٰن کوثر مدنی حفظہ اللہ تعالیٰ

بن

عالم ربانی حضرت مولانا عاشق الٰہی بلند شہری رحمۃ اللہ علیہ



البشریٰ

ویلفیئر اینڈ ایجوکیشنل ٹرسٹ رجسٹرڈ

والمدينة خير لهم لو كانوا يعلمون. (رواه البخاري)

فضائلِ مدینہ منوّرہ

مؤلف

حضرت مولانا مفتی عبد الرحمٰن کوثر مدنی حفظہ اللہ تعالیٰ

ابن

عالم ربانی حضرت مولانا عاشق الٰہی بلند شہری رحمۃ اللہ علیہ

البشریٰ

ویلفیئر اینڈ ایجوکیشنل ٹرسٹ رجسٹرڈ

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

حضرات اہل علم، عزیز طلبہ اور معزز قارئین کی خدمت میں گذارش:

الحمد للہ! اس کتاب کی تصحیح کی حتی الوسع کوشش کی گئی ہے۔ اس کے باوجود اگر کوئی غلطی نظر آئے یا کوئی مفید تجویز ہو تو براہ کرم تحریر کر کے ہمیں ضرور ارسال فرمائیں تاکہ آئندہ اشاعت بہتر اور غلطی سے پاک ہو سکے۔

جزاکم اللّٰہ تعالیٰ خیراً

البشریٰ ویلفیئر اینڈ ایجوکیشنل ٹرسٹ (رجسٹرڈ)

برائے خط وکتابت: **9/2** سیکٹر **17**، کورنگی انڈسٹریل ایریا بالمقابل محمدیہ مسجد، بلال کالونی کراچی۔

کتاب کا نام : فضائل مدینہ منورہ

مؤلف : حضرت مولانا مفتی عبد الرحمٰن کوثر مدنی حفظہ اللہ تعالیٰ

قیمت برائے قارئین: فہرست کتب ملاحظہ فرمائیں۔

سن اشاعت : ۱۴۳۸ھ/۲۰۱۷ء

ناشر : البشریٰ ویلفیئر اینڈ ایجوکیشنل ٹرسٹ (رجسٹرڈ)

9/2 سیکٹر **17**، کورنگی انڈسٹریل ایریا بالمقابل محمدیہ مسجد، بلال کالونی کراچی۔

فون نمبر : (+92) 21-35121955-7

ویب سائٹ : www.maktaba-tul-bushra.com.pk
www.albushra.org.pk

ای میل : info@maktaba-tul-bushra.com.pk

ملنے کا پتہ : البشریٰ ویلفیئر اینڈ ایجوکیشنل ٹرسٹ (رجسٹرڈ)، کراچی۔ پاکستان

موبائل نمبر : 0321-2196170, 0334-2212230, 0302-2534504,
0314-2676577, 0346-2190910

اس کے علاوہ تمام مشہور کتب خانوں میں بھی دستیاب ہے۔

فہرست

باب اوّل

فضائلِ مدینہ منورہ قرآن کریم کی روشنی میں

بسم الله الرحمن الرحيم

الحمد لله رب العالمين، الرحمن الرحيم، مالك يوم الدين الذي أمر نبيه وحبيبه وصفيه ﷺ بالهجرة إلى قرية تأكل القرى، وجعل فيها روضة من رياض الجنة، ووصفها بـ"مدخل صدق" وسمّاها "طابة" واختارها للوحي مهبطا، وجعلها دار الإيمان ومركز الدعوة إلى الإسلام. والصلاة والسلام الأتمان الأكملان على الهادي البشير والسراج المنير الذي تنورت المدينة بقدومه الشريف، وتعطرت أجواء ها من طيبه الكريم، وأحبها نبي الرحمة والهدى ودعا لها ضعفي ما دعا خليل الله إبراهيم عليه السلام لمكة، وحرّمها كما حرّم إبراهيم عليه السلام مكة، وعلى آله الطيبين الطاهرين وعلى أصحابه البررة الكرام من المهاجرين والأنصار ومن تبعهم بإحسان إلى يوم المعاد. أما بعد:

بندہ نے بفضل اللہ تعالی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے مبارک شہر مدینہ منورہ کے فضائل قرآن کریم اور احادیث شریفہ سے جمع کیے ہیں، یہ بندہ کے لیے بڑی سعادت کی بات ہے کہ اللہ تعالی کے سب سے زیادہ حبیب حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے مبارک شہر میں قیام نصیب فرمادیا اور اس مبارک شہر میں بندہ کو اور بندہ کے اہل وعیال کو آباد فرمایا اور اس مبارک شہر کے فضائل لکھنے کی توفیق عطا فرمائی، فالحمد لله كما ينبغي لجلال وجهه وعظيم سلطانه.

ویسے تو مدینہ منورہ کے فضائل پر بہت سی کتابیں لکھی گئی ہیں، لیکن اس کتاب کی خصوصیّت یہ ہے کہ اس میں ایک باب مستقلاً ایسا ہے کہ جس میں قرآن کریم سے مستنبط کر کے

مدینہ منورہ کے فضائل جمع کیے ہیں، اور دوسرے باب میں صحیح احادیث شریفہ سے فضائل جمع کیے ہیں، اللہ تعالی سے والہانہ دعا ہے کہ اس متواضع کوشش کو قبول فرما کر اپنے بندوں کے لیے نافع بنائے اور بندہ کے لیے ذخیرۂ آخرت بنائے آمین۔

والحمد لله رب العالمين، والصلاة والسلام على سيدنا محمد وعلى آله وصحبه أجمعين.

كتبه العبد الفقير إلى رحمة الله وفضله

عبد الرحمن الكوثر عفا الله عنه وعافاه

وجعل آخرته خيرًا من أولاه، وجعل خير أيامه يوم يلقاه آمين.

ابن الشيخ مولانا المفتي محمد عاشق إلهي البرني المهاجر المدني

رَوَّاهُ اللّٰهُ مِنَ الكَوْثَرِ الأحْلَى وَأسْكَنَهُ الفِرْدَوْسَ الأَعْلَى آمين.

بسم اللّٰہ الرحمن الرحیم

نحمدہ ونصلي ونسلم علی رسولہ الکریم

فضیلت نمبر-۱: مدینہ منورہ سچّائی کا مرکز ہے: اللہ تبارک وتعالیٰ کا ارشاد ہے:

﴿وَقُلْ رَّبِّ اَدْخِلْنِیْ مُدْخَلَ صِدْقٍ وَّاَخْرِجْنِیْ مُخْرَجَ صِدْقٍ وَّاجْعَلْ لِّیْ مِنْ لَّدُنْكَ سُلْطٰنًا نَّصِیْرًا﴾[1]

ترجمہ: اورآپ یوں دعا کیجیے کہ اے رب! مجھے ایسی جگہ داخل کیجیے جو خوبی کی جگہ ہو، اور مجھے خوبی کے ساتھ نکالیے، اور میرے لیے اپنے پاس سے ایسا غلبہ عطا فرمایے جس کے ساتھ مدد ہو۔

تشریح: امام احمد رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کی ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم مکّہ مکرمہ میں مقیم تھے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو ہجرت کا حکم دیا گیا۔ اللہ تعالیٰ نے مذکورہ بالا آیت (اس موقع پر) نازل فرمائی۔

حضرت حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ مذکورہ بالا آیت کی تفسیر میں فرماتے ہیں کہ جب کفارِ مکّہ نے رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے بارے میں مشورہ کیا کہ آپ کو قتل کردیں یا جلا وطن کردیں یا نظر بند کردیں۔ اور اللہ پاک نے اہلِ مکّہ سے قتال کا ارادہ فرمایا تو اپنے پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کو مدینہ منورہ کی طرف ہجرت کے لیے دعا کرنے کا حکم فرمایا، یعنی اسی مذکورہ بالا آیت کے ذریعہ۔

مشہور مفسّر حضرت قتادہ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ اس آیت میں ﴿مُدْخَلَ صِدْقٍ﴾ سے ''مدینہ منورہ'' مراد ہے اور ﴿مُخْرَجَ صِدْقٍ﴾ سے ''مکّہ مکرمہ'' مراد ہے، اور عبدالرحمٰن بن زید بن اسلم رحمۃ اللہ علیہ کا قول بھی یہی ہے، اور اس بارے میں تمام اقوال میں سب سے زیادہ مشہور قول یہی ہے۔[2]

[1] بني اسرائيل: ۸۰ [2] تفسير ابن كثير

فضیلت نمبر-۲،۳: مدینہ منورہ ایمان کا مظہر اور اس کا مرکز ہے: اللہ تبارک وتعالیٰ کا ارشاد ہے:

﴿وَالَّذِيْنَ تَبَوَّؤُ الدَّارَ وَالْاِيْمَانَ مِنْ قَبْلِهِمْ يُحِبُّوْنَ مَنْ هَاجَرَ اِلَيْهِمْ وَلَا يَجِدُوْنَ فِيْ صُدُوْرِهِمْ حَاجَةً مِّمَّآ اُوْتُوْا وَيُؤْثِرُوْنَ عَلٰٓى اَنْفُسِهِمْ وَلَوْ كَانَ بِهِمْ خَصَاصَةٌ ۗ وَمَنْ يُّوْقَ شُحَّ نَفْسِهٖ فَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْمُفْلِحُوْنَ ۝﴾[1]

ترجمہ: اور جن لوگوں نے اپنا ٹھکانہ "دار" اور "ایمان" کو (یعنی مدینہ کو) ان سے (یعنی مہاجرین کی آمد سے) پہلے بنالیا، یہ حضرات اس سے محبت کرتے ہیں جو ان کی طرف ہجرت کرکے آئے، اور اپنے سینوں میں اس مال کی وجہ سے کوئی حاجت محسوس نہیں کرتے، اور اپنی جانوں پر (ان مہاجرین کو) ترجیح دیتے ہیں، اگرچہ خود انھیں حاجت ہو، اور جو شخص اپنے نفس کی کنجوسی سے بچادیا گیا سو یہ وہ لوگ ہیں جو کامیاب ہونے والے ہیں۔

تفسیر: مفسر ابنِ جریر طبری رحمۃ اللہ علیہ اس آیت کی تفسیر میں لکھتے ہیں کہ ان حضرات نے (یعنی حضراتِ انصار) نے مدینۃ الرسول صلی اللہ علیہ وسلم کو اپنا اصل ٹھکانہ بنالیا، اور اپنے گھر و وطن کی طرح اس کو اپنالیا اور ایمان باللہ اور ایمان بالرسول صلی اللہ علیہ وسلم کو (مکمل) اختیار کرلیا۔[2]

امام بغوی رحمۃ اللہ علیہ "معالم التنزیل" میں لکھتے ہیں کہ آیت کریمہ میں جن حضرات کا ذکر ہے ان سے مراد "انصار" ہیں جنھوں نے مدینہ کو اپنا وطن بنایا، جو کہ دارِ ہجرت اور دارِ ایمان ہے۔ مفسر بیضاوی رحمۃ اللہ علیہ اس آیت کی تفسیر کرتے ہوئے لکھتے ہیں کہ مدینہ کو "ایمان" اس لیے کہا گیا، کیوں کہ یہ شہر ایمان کا مظہر ہے اور ایمان کو اسی کی طرف لوٹ کر آنا ہے۔[3]

فضیلت نمبر-۴: مدینہ کا نامِ نامی قرآن کریم میں: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی جائے ہجرت کا ذکر قرآن پاک میں متعدد مقامات پر "مدینہ" کے نام سے وارد ہوا ہے، جس سے معلوم ہوا کہ اللہ تعالیٰ کے یہاں بھی یہ مبارک شہر اس نامِ نامی سے موسوم ہے، جن میں سے ایک آیت یہ ہے:

﴿مَا كَانَ لِاَهْلِ الْمَدِيْنَةِ وَمَنْ حَوْلَهُمْ مِّنَ الْاَعْرَابِ اَنْ يَّتَخَلَّفُوْا عَنْ

[1] الحشر: ۹ [2] تفسير الطبري: ص۴۲۸ [3] معالم التنزيل

رَّسُوْلِ اللّٰهِ وَلَا يَرْغَبُوْا بِاَنْفُسِهِمْ عَنْ نَّفْسِهٖ [1]

حدیث شریف میں بھی اس شہر کو ''مدینہ'' فرمایا گیا ہے، چناں چہ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

أُمِرْتُ بِقَرْيَةٍ تَأْكُلُ الْقُرَى، يَقُوْلُوْنَ: يَثْرِبُ، وَهِيَ الْمَدِيْنَةُ تَنْفِي النَّاسَ كَمَا يَنْفِي الْكِيرُ خَبَثَ الْحَدِيْدِ. (متفق عليه) [2]

ترجمہ: مجھے ایسی بستی (میں رہنے) کا حکم دیا گیا ہے جو ساری بستیوں کو کھا لے گی، یہ لوگ (یعنی منافقین) اس بستی کو یثرب کہتے ہیں، حالاں کہ وہ مدینہ ہے، یہ (شہر برے) آدمیوں کو اس طرح دور کر دیتا ہے جس طرح بھٹی لوہے کے میل کچیل کو دور کر دیتی ہے۔

امام نووی رحمۃ اللہ علیہ اس حدیث شریف کی شرح میں فرماتے ہیں کہ منافقین اس (شہر مدینہ) کو ''یثرب'' کہتے ہیں، جب کہ اس کا نام ''مدینہ'' (ہوگیا) ہے، اور اس کا نام ''طابہ'' ہے، اور ''طیّبہ'' ہے، اس لیے اس کو یثرب کہنے میں کراہیت ہے۔ [3]

حافظ ابنِ حجر رحمۃ اللہ علیہ ''فتح الباری'' میں تحریر فرماتے ہیں: مدینہ وہ مشہور شہر ہے جس کی طرف آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ہجرت فرمائی، اور وہیں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی آرام گاہ ہے، پس جب صرف ''مدینہ'' بولا جائے تو اس سے مراد مدینۃ الرسول صلی اللہ علیہ وسلم ہی ہوگا، اور جب کسی دوسرے شہر کو مدینہ کہا جائے تو اس کے لیے کسی نسبت یا قید کا ہونا ضروری ہے، اس لیے کہ اس شہرِ مدینہ کی شان ہی ایسی ہے جیسا کہ ثریا کے لیے ستارہ۔ [4]

فائدہ: اور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے مبارک شہر کو مدینہ منورہ یعنی ''روشن شہر'' کہا جاتا ہے۔ یہ اس نسبت سے کہا جاتا ہے کہ آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی آمد کے بعد یہ شہر روشن ہوا، اور اس شہر کی ہر چیز روشن ہوئی، جیسا کہ حدیث شریف میں ہے:

---

[1] التوبة: ۱۲۰

[2] البخاري، باب فضل المدينة، رقم الحديث: ۱۸۷۱، ومسلم، كتاب الحج، باب المدينة تنفي شرارها، رقم الحديث: ۱۳۸۲

[3] شرح النووي على صحيح مسلم: ۱۵٤/۹ [4] فتح الباري: ۸۹/٤

حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ جس روز رسولِ انور صلی اللہ علیہ وسلم مدینہ منورہ تشریف لائے تو اس روز مدینہ کی ہر چیز منور ہوگئی۔ الحدیث[1]

فضیلت نمبر-۵: فتحِ مکّہ سے قبل مدینہ کی طرف ہجرت فرض ہونے کا بیان: اللہ تبارک وتعالیٰ کا ارشاد ہے:

﴿اِنَّ الَّذِیْنَ تَوَفّٰىهُمُ الْمَلٰٓىِٕكَةُ ظَالِمِیْٓ اَنْفُسِهِمْ قَالُوْا فِیْمَ كُنْتُمْ ؕ قَالُوْا كُنَّا مُسْتَضْعَفِیْنَ فِی الْاَرْضِ ؕ قَالُوْٓا اَلَمْ تَكُنْ اَرْضُ اللّٰهِ وَاسِعَةً فَتُهَاجِرُوْا فِیْهَا ؕ فَاُولٰٓىِٕكَ مَاْوٰىهُمْ جَهَنَّمُ ؕ وَسَآءَتْ مَصِیْرًاۙ اِلَّا الْمُسْتَضْعَفِیْنَ مِنَ الرِّجَالِ وَالنِّسَآءِ وَالْوِلْدَانِ لَا یَسْتَطِیْعُوْنَ حِیْلَةً وَّلَا یَهْتَدُوْنَ سَبِیْلًاۙ فَاُولٰٓىِٕكَ عَسَى اللّٰهُ اَنْ یَّعْفُوَ عَنْهُمْ ؕ وَكَانَ اللّٰهُ عَفُوًّا غَفُوْرًا﴾[2]

ترجمہ: بے شک فرشتے جن لوگوں کی جان ایسی حالت میں قبض کرتے ہیں کہ انھوں نے اپنی جانوں پر ظلم کر رکھا تھا، ان سے فرشتے کہتے ہیں کہ تم کس حال میں تھے؟ وہ کہتے ہیں کہ ہم زمین میں بے بس تھے، فرشتے کہتے ہیں: کیا اللہ کی زمین کشادہ نہیں تھی کہ تم ترکِ وطن کر کے دوسری جگہ چلے جاتے؟ سو یہ لوگ ہیں جن کا ٹھکانہ جہنّم ہے اور وہ بری جگہ ہے، لیکن جو مرد اور عورتیں اور بچے قادر نہ ہوں کہ کوئی تدبیر کر سکیں اور نہ راستے سے واقف ہوں۔ اُمید ہے کہ اللہ تعالیٰ ان کو معاف فرمائے گا اور اللہ معاف کرنے والا بخشنے والا ہے۔[3]

تفسیر: مفسّر عطاء رحمۃ اللہ علیہ کا قول ہے: اس آیت میں ﴿اَرْضُ اللّٰهِ﴾ (یعنی اللہ کی زمین) سے مراد "مدینہ منورہ" کی زمین ہے۔[4]

حضرت عکرمہ رحمۃ اللہ علیہ نے ﴿وَّلَا یَهْتَدُوْنَ سَبِیْلًا﴾ کی تفسیر میں فرمایا کہ اس سے مراد طریقًا إلى المدينة ہے، یعنی مدینہ منورہ کا راستہ۔[5]

اور "معالم التنزيل" میں امام بغوی نے ﴿فَتُهَاجِرُوْا فِیْهَا ؕ﴾ کی تفسیر کرتے

---

[1] مسند أحمد: ۲۲۱/۳ و سنن الترمذی، رقم الحديث: ۳۶۱۸ [2] النساء: ۹۷-۹۹
[3] تفسير أنوار البيان [4] تفسير البحر المحيط: ۳۶۶/۹
[5] تفسير القرآن للحافظ عبد الرزاق الصنعاني: ۱۲٤/۲

ہوئے لکھا ہے کہ یعنی فتهاجروا إلى المدينة [۱] کہ تم مدینہ کی طرف ہجرت کرتے۔ مطلب یہ ہوا کہ جن لوگوں نے قدرت رکھتے ہوئے مکّہ مکرمہ سے مدینہ منورہ کی طرف ہجرت نہ کی ان کے لیے سخت وعید ہے، کیوں کہ یہ لوگ وہاں رہتے ہوئے اپنے دین کی پوری طرح حفاظت نہیں کر سکتے تھے، اس لیے ان پر ہجرت کرنا فرض تھا، اور جو حضرات مکّہ مکرمہ سے مدینہ منورہ کی طرف ہجرت کرنے کی استطاعت نہیں رکھتے تھے ان پر ہجرت نہ کرنے پر کوئی مؤاخذہ نہیں تھا۔

حافظ ابنِ حجر رحمۃ اللہ علیہ نے ''فتح الباری'' میں لکھا ہے کہ جب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم (مدینہ ہجرت فرما کر) مدینہ منورہ میں استقرار پذیر ہو گئے، اور ان کی طرف جو مسلمان ہجرت کر سکتے تھے انھوں نے بھی ہجرت کر لی تو اس وقت صرف مدینہ منورہ ہی کی طرف ہجرت کرنا خاص تھا، اور مکّہ مکرمہ کے فتح ہونے تک یہی حکم تھا، یعنی مکّہ مکرمہ سے مدینہ منورہ ہجرت کرنا فرض تھا، فتحِ مکّہ کے بعد مکّہ مکرمہ سے ہجرت کرنے کی فرضیت منسوخ ہو گئی، جیسا کہ حضرت عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما نے نبیِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کی ہے:

لَا هِجْرَةَ بَعْدَ الْفَتْحِ، وَلٰكِنْ جِهَادٌ وَنِيَّةٌ، وَإِذَا اسْتُنْفِرْتُمْ فَانْفِرُوْا.

البتہ یہ حکم ابھی بھی باقی ہے کہ جو لوگ دنیا میں (کہیں بھی کسی) دار الکفر میں رہتے ہیں (اور اپنے ایمان کی حفاظت نہیں کر سکتے) تو ان پر فرض ہے کہ وہ دار الایمان کی طرف ہجرت کریں۔[۲]

فضیلت نمبر-٦: مدینہ منورہ کی طرف ہجرت کرنے والوں کی صفات اور فضیلت: اللہ تبارک وتعالیٰ کا ارشاد ہے:

﴿فَاسْتَجَابَ لَهُمْ رَبُّهُمْ اَنِّيْ لَآ اُضِيْعُ عَمَلَ عَامِلٍ مِّنْكُمْ مِّنْ ذَكَرٍ اَوْ اُنْثٰى ۚ بَعْضُكُمْ مِّنْۢ بَعْضٍ ۚ فَالَّذِيْنَ هَاجَرُوْا وَاُخْرِجُوْا مِنْ دِيَارِهِمْ وَاُوْذُوْا فِيْ سَبِيْلِيْ وَقٰتَلُوْا وَقُتِلُوْا لَاُكَفِّرَنَّ عَنْهُمْ سَيِّاٰتِهِمْ وَلَاُدْخِلَنَّهُمْ

[۱] معالم التنزيل: ٢٧٣/٢   [۲] فتح الباري: ٨٩/٤

جَنّٰتٍ تَجۡرِیۡ مِنۡ تَحۡتِهَا الۡاَنۡهٰرُ ۚ ثَوَابًا مِّنۡ عِنۡدِ اللّٰهِ ؕ وَاللّٰهُ عِنۡدَهٗ حُسۡنُ الثَّوَابِ ۝﴾[۱]

ترجمہ: پھر قبول کر لی ان کی دعا ان کے رب نے کہ میں ضائع نہیں کرتا محنت کسی محنت کرنے والے کی، تم میں سے مرد ہو یا عورت، تم آپس میں ایک ہو، پھر وہ لوگ کہ ہجرت کی انھوں نے اور نکالے گئے اپنے گھروں سے اور ستائے گئے میری راہ میں اور انھوں نے قتال کیا اور مقتول ہوئے، ضرور معاف کروں گا میں ان کے گناہوں کو، اور داخل کروں گا ان کو ایسی جنّتوں میں جن کے نیچے نہریں بہتی ہیں، یہ ثواب ہے اللہ کی طرف سے اور اللہ کے یہاں اچھا ثواب ہے۔

تشریح: امام قرطبی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ اس آیت میں مہاجرین سے مدینہ کی طرف ہجرت کرنے والے مراد ہیں، جنھوں نے مدینہ کو اپنا مستقل وطن بنا لیا۔ علامہ ابنِ کثیر رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ یہ حضرات دار الشرک چھوڑ کر دار الایمان (یعنی مدینہ) آئے، اور چھوڑا احباب اور دوستوں کو اور بھائیوں اور پڑوسیوں کو۔[۲]

اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں اپنے بعد خلیفہ کو مہاجرین اوّلین کے بارے میں وصیّت کرتا ہوں کہ ان کے حقوق جانے، اور ان کا پورا پورا اکرام کرے، اور انصارِ مدینہ کے بارے میں وصیّت کرتا ہوں کہ ان کے ساتھ نیکی کا معاملہ کرے۔[۳] اور مہاجرین کے فضائل کے بارے میں اللہ تبارک وتعالیٰ کا فرمان ہے:

﴿وَمَنۡ يُّهَاجِرۡ فِىۡ سَبِيۡلِ اللّٰهِ يَجِدۡ فِى الۡاَرۡضِ مُرٰغَمًا كَثِيۡرًا وَّسَعَةً ؕ وَمَنۡ يَّخۡرُجۡ مِنۡۢ بَيۡتِهٖ مُهَاجِرًا اِلَى اللّٰهِ وَرَسُوۡلِهٖ ثُمَّ يُدۡرِكۡهُ الۡمَوۡتُ فَقَدۡ وَقَعَ اَجۡرُهٗ عَلَى اللّٰهِ ؕ وَكَانَ اللّٰهُ غَفُوۡرًا رَّحِيۡمًا ۝﴾[۴]

ترجمہ: اور جو شخص اللہ کی راہ میں وطن چھوڑے، وہ زمین میں جانے کی بہت سی جگہ پائے گا اور اسے بہت کشادگی ملے گی، اور جو شخص اپنے گھر سے اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف ہجرت کرنے کی نیت سے نکل کھڑا ہوا، پھر اس کو موت آجائے تو یقینی طور پر اس کا ثواب اللہ کے ذمہ ثابت ہو گیا، اور اللہ بڑا بخشنے والا مہربان ہے۔

[۱] آل عمران: ۱۹۵ [۲] تفسیر ابن کثیر: ۳۱۹/٤ [۳] تفسیر ابن کثیر: ٤٤١/١ [۴] النساء: ۱۰۰

اور سورۃ الحشر میں اللہ تبارک وتعالیٰ کا ارشاد ہے:

﴿لِلْفُقَرَآءِ الْمُهٰجِرِيْنَ الَّذِيْنَ اُخْرِجُوْا مِنْ دِيَارِهِمْ وَاَمْوَالِهِمْ يَبْتَغُوْنَ فَضْلًا مِّنَ اللّٰهِ وَرِضْوَانًا وَّيَنْصُرُوْنَ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ ط اُولٰٓئِكَ هُمُ الصّٰدِقُوْنَ O﴾[1]

ترجمہ: فقرائے مہاجرین کے لیے ہیں جو اپنے گھروں سے اور اپنے مالوں سے نکالے گئے، وہ اللہ کا فضل اور رضامندی طلب کرتے ہیں، اور اللہ کی اور اس کے رسول کی مدد کرتے ہیں، یہ وہ ہیں جو سچے ہیں۔

تفسیر: عبد بن حمید اور ابنِ منذر نے حضرت قتادہ سے نقل کیا ہے کہ ﴿لِلْفُقَرَآءِ الْمُهٰجِرِيْنَ الَّذِيْنَ اُخْرِجُوْا﴾ اس سے مراد وہ مہاجرین ہیں جنھوں نے اپنے گھر بار، مال وجائیداد، خویش واقارب کو اللہ تبارک وتعالیٰ اور اس کے رسول ﷺ کی محبت میں چھوڑا، اور دینِ اسلام کو تمام ترسختیوں کے باوجود اختیار کیا، یہاں تک کہ ہمیں ان کے بارے میں یہ معلوم ہوا کہ ان میں ایسے لوگ بھی تھے جو بھوک کی شدت میں کمر سیدھی رکھنے کے لیے پیٹ پر پتھر باندھتے تھے، اور سردی کے موسم میں گڑھے کھود کر سردی سے تحفّظ کرتے تھے، ان کے پاس سردی سے بچاؤ کے لیے کوئی گھر نہیں تھا۔ اور مہاجرین کے فضائل میں حضرت انس رضی اللہ عنہ کی حدیث گذر چکی ہے، اور ''صحیح بخاری'' میں مسجدِ نبوی شریف کی تعمیر کے موقع پر اللہ کے نبی ﷺ کی یہ دعا بھی مہاجرین کے بارے میں منقول ہے: اے اللہ! انصار اور مہاجرین کی مدد فرما۔[2]

فضیلت نمبر-۷، ۸، ۹، ۱۰، ۱۱، ۱۲: انصارِ مدینہ کی صفات اور فضیلت: اللہ تعالیٰ شانہ نے ارشاد فرمایا:

﴿وَالَّذِيْنَ تَبَوَّؤُ الدَّارَ وَالْاِيْمَانَ مِنْ قَبْلِهِمْ يُحِبُّوْنَ مَنْ هَاجَرَ اِلَيْهِمْ وَلَا يَجِدُوْنَ فِيْ صُدُوْرِهِمْ حَاجَةً مِّمَّآ اُوْتُوْا وَيُؤْثِرُوْنَ عَلٰٓى اَنْفُسِهِمْ وَلَوْ كَانَ بِهِمْ خَصَاصَةٌ ط وَمَنْ يُّوْقَ شُحَّ نَفْسِهٖ فَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْمُفْلِحُوْنَ O﴾[3]

---

[1] الحشر: ۸ [2] تفسیر الدر المنثور: ۸/۱۰۵، سورۃ الحشر: ۸ [3] الحشر: ۹

ترجمہ: اور جن لوگوں نے اپنا ٹھکانہ ''دار'' اور ''ایمان'' (یعنی مدینہ) کو ان سے (یعنی مہاجرین کی آمد سے) پہلے بنالیا، یہ حضرات اس سے محبّت کرتے ہیں جو ان کی طرف ہجرت کر کے آئے، اور اپنے سینوں میں اس مال کی وجہ سے کوئی حاجت محسوس نہیں کرتے، اور اپنی جانوں پر (ان مہاجرین کو) ترجیح دیتے ہیں، اگرچہ خود انھیں حاجت ہو، اور جو شخص اپنے نفس کی کنجوسی سے بچادیا گیا سو یہ وہ لوگ ہیں جو کامیاب ہونے والے ہیں۔

تفسیر: آیتِ بالا میں انصارِ مدینہ کی چھ فضیلتیں بیان فرمائی گئی ہیں:

١۔ انھوں نے اپنا ٹھکانا مدینہ کو مہاجرین کی ہجرت کرنے سے پہلے ہی بنالیا تھا۔

٢۔ اور وہ ایمان پر مضبوطی سے جمے رہے۔

٣۔ جو حضراتِ صحابہ ان کی طرف ہجرت کر کے آئے ان سے محبّت کرتے ہیں۔

٤۔ اور اپنی جانوں پر حاجت مندوں کو ترجیح دیتے ہیں، اگرچہ خود انھیں حاجت ہو۔

٥۔ اور مہاجرین کے بارے میں اپنے سینوں میں کسی قسم کا حسد نہیں رکھتے۔

٦۔ اور یہ نفس کی کنجوسی سے بچے رہنے کی وجہ سے کامیاب ہیں۔

اور احادیث شریفہ میں بھی انصار کے بہت سے فضائل وارد ہوئے ہیں۔ ان میں سے چند فضائل ہم یہاں نقل کرتے ہیں:

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ ﷛ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: لَوْ لَا الْهِجْرَةُ لَكُنْتُ امْرَأً مِنَ الْأَنْصَارِ، وَلَوْ سَلَكَ النَّاسُ وَادِيًا وَسَلَكَتِ الْأَنْصَارُ وَادِيًا –أَوْ شِعْبًا– لَسَلَكْتُ وَادِيَ الْأَنْصَارِ أَوْ شِعْبَ الْأَنْصَارِ.[1]

ترجمہ: حضرت ابو ہریرہ ﷛ رسول اکرم ﷺ کا ارشاد نقل کرتے ہیں کہ اگر ہجرت نہیں ہوتی تو میں بھی انصار میں سے ایک انصاری ہوتا، لوگ اگر کسی وادی میں چلتے اور انصار کسی (دوسری) وادی میں چلتے تو میں انصار کی وادی میں چلتا، اور انصار جس گھاٹی میں ہوتے میں بھی اسی میں ہوتا۔

وَعَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ ﷛ يَقُوْلُ: مَرَّ أَبُوْ بَكْرٍ وَالْعَبَّاسُ ﷠ بِمَجْلِسٍ مِنْ

[1] رواه البخاري، كتاب التمني، باب مايجوز من الـ"لو"، رقم الحديث: ٧٢٤٤

مَجَالِسِ الْأَنْصَارِ وَهُمْ يَبْكُونَ، فَقَالَ: مَا يُبْكِيكُمْ؟ قَالُوا: ذَكَرْنَا مَجْلِسَ النَّبِيِّ ﷺ مِنَّا فَدَخَلَ عَلَى النَّبِيِّ ﷺ فَأَخْبَرَهُ بِذَلِكَ، قَالَ: فَخَرَجَ النَّبِيُّ ﷺ وَقَدْ عَصَبَ عَلَى رَأْسِهِ حَاشِيَةَ بُرْدٍ، قَالَ: فَصَعِدَ الْمِنْبَرَ وَلَمْ يَصْعَدْهُ بَعْدَ ذَلِكَ الْيَوْمِ، فَحَمِدَ اللّٰهَ وَأَثْنَى عَلَيْهِ ثُمَّ قَالَ: أُوصِيكُمْ بِالْأَنْصَارِ فَإِنَّهُمْ كَرِشِي وَعَيْبَتِي وَقَدْ قَضَوُا الَّذِي عَلَيْهِمْ وَبَقِيَ الَّذِي لَهُمْ، فَاقْبَلُوا مِنْ مُحْسِنِهِمْ وَتَجَاوَزُوا عَنْ مُسِيئِهِمْ.[1]

ترجمہ: حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ حضرت ابوبکر اور حضرت عباس رضی اللہ عنہما کا ایک انصار کی مجلس کے قریب سے گذر ہوا جو رو رہے تھے، ان حضرات نے رونے کی وجہ پوچھی، تو انصاری جماعت نے بتایا کہ ہمیں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا ہمارے ساتھ بیٹھنا یاد آرہا ہے، پھر حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے یہ بات ذکر کی، تو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم منبر پر تشریف لائے اور یہ منبر پر تشریف لانا آخری مرتبہ تھا، اس کے بعد کبھی منبر پر تشریف نہیں لائے، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اللہ تعالیٰ کی حمد وثنا بیان فرمائی اور ارشاد فرمایا کہ میں تمھیں انصار کے بارے میں وصیّت کرتا ہوں کہ (یہ میرے خاص لوگ ہیں) میری جماعت ہے، انھوں نے اپنی ذمہ داری پوری کی اور ان کا حق باقی ہے، ان میں جو محسن ہے اس کی اچھائی کو قبول کرو، اور زیادتی کرنے والے کو معاف کردو۔

وَعَنْ زَيْدِ بْنِ أَرْقَمَ رضی اللہ عنہ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ: اَللّٰهُمَّ اغْفِرْ لِلْأَنْصَارِ وَلِأَبْنَاءِ الْأَنْصَارِ وَأَبْنَاءِ أَبْنَاءِ الْأَنْصَارِ رضی اللہ عنہم.[2]

اور حضرت زید بن ارقم رضی اللہ عنہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد نقل کرتے ہیں کہ اے اللہ! انصار کی اور انصار کی اولاد کی اور ان کی اولاد کی اولاد کی مغفرت فرما۔

امام قرطبی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ سورۃ الحشر کی آیت: ﴿وَالَّذِيْنَ تَبَوَّؤُ الدَّارَ وَالْإِيْمَانَ مِنْ قَبْلِهِمْ يُحِبُّوْنَ مَنْ هَاجَرَ اِلَيْهِمْ وَلَا يَجِدُوْنَ فِيْ صُدُوْرِهِمْ حَاجَةً

[1] رواه البخاري في كتاب المناقب، باب قول النبي ﷺ: اقبلوا من محسنهم، رقم الحديث: ٣٥٨٨

[2] رواه مسلم، كتاب فضائل الصحابة، باب من فضائل الأنصار، رقم الحديث: ٢٥٠٦

مِمَّآ اُوْتُوْا وَيُؤْثِرُوْنَ عَلٰٓى اَنْفُسِهِمْ وَلَوْ كَانَ بِهِمْ خَصَاصَةٌ ۗ وَمَنْ يُّوْقَ شُحَّ نَفْسِهٖ فَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْمُفْلِحُوْنَ ۝﴾[1] کا مصداق یہی انصار ہیں، اور حضرت عبدالرحمٰن بن زید فرماتے ہیں کہ سورۃ الشوریٰ کی آیت: ﴿وَالَّذِيْنَ اسْتَجَابُوْا لِرَبِّهِمْ وَاَقَامُوا الصَّلٰوةَ ۠ وَاَمْرُهُمْ شُوْرٰى بَيْنَهُمْ ۠ وَمِمَّا رَزَقْنٰهُمْ يُنْفِقُوْنَ ۝﴾[2] کا مصداق انصارِ مدینہ ہیں، جنھوں نے ہجرت سے پہلے رسول کریم ﷺ کی رسالت کی تصدیق کی۔[3]

حضرات انصار رضی اللہ عنہم کے فضائل کے سلسلہ میں ''بخاری شریف'' کی وہ حدیث بھی ہے ''باب حفر الخندق'' میں جو حضرت انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے، فرماتے ہیں کہ مہاجرین اور انصار خندق کھودتے ہوئے اپنی پیٹھوں پر مٹی اٹھاتے ہوئے یہ اشعار پڑھتے تھے:

نَحْنُ الَّذِيْنَ بَايَعُوْا مُحَمَّدًا ﷺ

عَلَى الْإِسْلَامِ مَا بَقِيْنَا أَبَدًا

ہم وہ ہیں جنھوں نے حضرت محمد ﷺ کے ہاتھ پر بیعتِ اسلام کی ہے زندگی بھر کے لیے۔

آپ ﷺ محبّت بھرے انداز میں ان حضرات کو یوں جواب دیتے تھے:

اَللّٰهُمَّ إِنَّهُ لَا خَيْرَ إِلَّا خَيْرَ الْآخِرَةِ

فَبَارِكْ فِي الْأَنْصَارِ وَالْمُهَاجِرَةِ

اے اللہ! آخرت کی بھلائی کے سوا کوئی بھلائی نہیں، پس انصار اور مہاجرین میں آپ برکت عطا فرمادیجیے۔[4]

سببِ نزول: آیتِ مذکورہ یعنی ﴿وَالَّذِيْنَ تَبَوَّؤُ الدَّارَ وَالْاِيْمَانَ مِنْ قَبْلِهِمْ يُحِبُّوْنَ مَنْ هَاجَرَ اِلَيْهِمْ﴾ کے سببِ نزول میں مفسّرین نے ایک واقعہ لکھا ہے، جس کو امام بخاری اور امام مسلم نے روایت کیا۔ واقعہ یہ ہے:

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ایک صاحب رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے، آپ ﷺ نے (ان کی ضیافت کے لیے) ازواجِ مطہرات کے پاس اطلاع بھیجی،

---

[1] الحشر: ۹ [2] الشوریٰ: ۳۸ [3] تفسیر قرطبی: ۳۶/۱۶

[4] صحیح البخاري، کتاب المغازي، باب غزوة الخندق

وہاں سے جواب ملا کہ ہمارے پاس تو پانی کے سوا کچھ نہیں، آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا: کون ان صاحب کو مہمان بنائے گا، یہ سن کر ایک انصاری صحابی رضی اللہ عنہ نے عرض کیا کہ میں ان کو ساتھ لے جاتا ہوں، چناں چہ انھیں ساتھ لے گئے، اور اپنی بیوی سے کہا کہ دیکھو! یہ رسول اللہ ﷺ کے مہمان ہیں، ان کا اکرام کرنا ہے، بیوی نے کہا کہ ہمارے پاس تو بجز بچوں کی خوراک کے کچھ بھی نہیں ہے، شوہر نے کہا: کھانا تیار کرو اور بچوں کو سلا دو، چناں چہ اس نے کھانا پکایا اور بچوں کو سلا دیا، پھر جب کھانے بیٹھے تو عورت اس انداز سے اٹھی کہ گویا چراغ کی بتی درست کر رہی ہے، لیکن درست کرنے کے بجائے اس نے چراغ بجھا دیا، مہمان کھاتا رہا اور یہ سمجھتا رہا کہ یہ دونوں بھی میرے ساتھ کھا رہے ہیں، حالاں کہ انھوں نے اس کے ساتھ کھانا نہیں کھایا، اور رات بھر بھوکے رہے، صبح کو جب رسول اللہ ﷺ کے پاس حاضری ہوئی تو میزبان صحابی حاضر ہوئے، آپ ﷺ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ کو تمہارا عمل پسند آیا اس پر اللہ تعالیٰ شانہ نے آیتِ کریمہ ﴿وَيُؤْثِرُوْنَ عَلٰٓى اَنْفُسِهِمْ وَلَوْ كَانَ بِهِمْ خَصَاصَةٌ ۭ﴾ نازل فرمائی۔ [1]

ان مہمان نوازی کرنے والے صحابی کے نام کے بارے میں کئی قول ہیں، ایک قول یہ ہے کہ یہ صحابی حضرت ابوطلحہ رضی اللہ عنہ انصاری تھے، دوسرا قول ہے کہ یہ حضرت عبد اللہ بن رواحہ رضی اللہ عنہ تھے، تیسرا یہ کہ حضرت قیس بن ثابت رضی اللہ عنہ تھے، واللہ تعالیٰ اعلم۔ [2]

اہم فوائد: امام نووی رحمۃ اللہ علیہ نے اس حدیث شریف سے حاصل ہونے والے متعدد فوائد ذکر کیے ہیں، جن کو ہم یہاں نقل کرتے ہیں:

۱۔ حدیث مبارک سے معلوم ہوا کہ آں حضرت ﷺ اور آپ ﷺ کے اہلِ بیت کس قدر دنیا سے بے نیازی اختیار فرماتے تھے، اور بھوک و تنگی برضا و رغبت برداشت کر لیتے تھے۔

۲۔ قوم کے سردار کو چاہیے کہ جو کچھ میسّر ہو اس سے اپنے مہمان کی ضیافت پہلے خود ہی کرے، اس کے بعد دوسروں کو اس سلسلہ میں تعاون کرنے کے لیے متوجہ کرے۔

۳۔ حدیث شریف سے معلوم ہوا کہ تنگی کے حالات میں بھی مہمان نوازی کرنا سعادت ہے۔

---

[1] صحيح بخاري: ۳٦/۱، وصحيح مسلم، رقم الحديث: ۲۰٥٤ [2] تفسير أنوار البيان

۴۔ حدیث شریف سے مہمان کے اکرام کی اہمیت اور ایثار کی فضیلت مستفاد ہوتی ہے۔

۵۔ مہمان کے اکرام اور اس کی ضیافت میں ایسا حیلہ کرنے کا جواز کہ جس کی وجہ سے وہ بلا جھجک میزبان کی پیش کردہ چیز تناول کرلے، (اگر وہ میاں بیوی حیلہ سے کام نہ لیتے تو مہمان تنہا کھانا نہ کھاتا)۔

۶۔ حدیث شریف میں اِن میاں بیوی کے لیے (جنھوں نے خود بھوکے رہ کر مہمانِ رسول ﷺ کی ضیافت کی) بہت بڑی سعادت اور ان کی منقبت ہے۔

وضاحت: حدیثِ مذکور میں ہے: (نومي صبيانك إذا أرادوا عشاءً) یعنی تم اپنے بچوں کو سلا دینا جب وہ کھانا طلب کریں، جس سے معلوم ہوتا ہے کہ ان بچوں کو کھانے کی ضرورت نہ تھی، بلکہ عموماً جیسے بچوں کی عادت ہوتی ہے بغیر بھوک اور حاجت کے بھی کھانا مانگ لیتے ہیں، اس لیے اِن صحابی رضی اللہ عنہ نے اپنے بچوں کو سلا دینے کو کہا، اس لیے کہ اتنا کھانا نہیں تھا کہ بچے بھی کھاتے اور مہمان بھی شکم سیر ہوجاتا، اگر بچے بھوکے ہوتے تو کسی کی ضیافت پر ان کو کھلانا مقدم ہے، کیوں کہ ان کا نفقہ (باپ پر) واجب ہے، اس سے معلوم ہوا کہ اُن دونوں نے کوئی واجب ترک نہیں کیا، اسی لیے اللہ تعالی اور اس کے رسول ﷺ نے ان کی مدح وستائش فرمائی، البتہ یہ صحابی اور ان کی اہلیہ اپنی بھوک کی حاجت اور ضرورت کے باوجود مہمان کے اکرام میں بھوکے رہے، یہ ان کی بڑی سعادت مندی ہے، جس کو اللہ تعالی نے ایسا پسند فرمایا کہ ان کی مدح میں قرآن پاک کی آیت نازل فرمائی۔

علما نے لکھا ہے کہ کھانے یا دوسرے امورِ دنیویہ میں ایثار سے کام لینا بڑی فضیلت کی بات ہے، البتہ امورِ دینیہ اور تقرب الی اللہ حاصل کرنے میں ایثار نہ کیا جائے، بلکہ خود پیش قدمی کی جائے کہ اس میں اللہ تعالی کا حق ہے۔

فضیلت نمبر-۱۳: حضراتِ مہاجرین وانصارِ مدینہ کے لیے اللہ تعالیٰ کی طرف سے اپنی رضا کا اعلان اور دائمی جنّت کی خوش خبری: اللہ تبارک وتعالیٰ نے ارشاد فرمایا:

﴿وَالسّٰبِقُوْنَ الْاَوَّلُوْنَ مِنَ الْمُهٰجِرِيْنَ وَالْاَنْصَارِ وَالَّذِيْنَ اتَّبَعُوْهُمْ

بِإِحْسَانٍ ۙ رَّضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمْ وَرَضُوْا عَنْهُ وَاَعَدَّ لَهُمْ جَنّٰتٍ تَجْرِيْ تَحْتَهَا الْاَنْهٰرُ خٰلِدِيْنَ فِيْهَآ اَبَدًا ؕ ذٰلِكَ الْفَوْزُ الْعَظِيْمُ ۝﴾[1]

ترجمہ: اور مہاجرین وانصار میں جو لوگ سبقت لے جانے والے ہیں اور وہ لوگ جنھوں نے اخلاص کے ساتھ ان کی پیروی کی، اللہ ان سے راضی ہوا، اور وہ اللہ سے راضی ہوئے، اور اللہ نے ان کے لیے ایسی جنتیں تیار کر رکھی ہیں، جن کے نیچے نہریں جاری ہیں، جن میں وہ ہمیشہ ہمیشہ رہیں گے اور یہ بڑی کامیابی ہے۔

تفسیر: اس آیتِ کریمہ میں حضرات مہاجرین وانصار میں جو سابقین اوّلین تھے ان کی تعریف فرمائی، اور جنھوں نے احسان واخلاص کے ساتھ ان کا اتباع کیا ان کی بھی تعریف فرمائی، جن حضرات نے اسلام کی طرف سبقت کی، مہاجرین میں سے ہوں یا انصار میں سے، اور جن حضرات نے ان کا اتباع کیا، اور یہ اتباع اخلاص کے ساتھ تھا، ان سب کی فضیلت اور منقبت آیتِ بالا سے ظاہر ہو رہی ہے، جنھوں نے اخلاص کے ساتھ ان کا اتباع کیا۔ ان میں وہ صحابہ بھی ہیں جو ان کے بعد مسلمان ہوئے، اور وہ لوگ بھی ہیں جو صحابیت کے شرفِ مرتبت سے مشرف نہ ہوئے اور رسول اقدس ﷺ کی وفات کے بعد سابقین اوّلین مہاجرین وانصار کی راہ پر چلے، جنھیں ''تابعین'' کہا جاتا ہے، اس آیت سے واضح طور پر مہاجرین وانصار کے بارے میں اللہ تعالیٰ کی طرف سے اس بات کا اعلان ہے کہ یہ لوگ جنّتی ہیں، اور اللہ ان سے راضی ہے، اور وہ اللہ سے راضی ہیں۔[2]

فضیلت نمبر-۱۴، ۱۵، ۱۶، ۱۷: مدینہ منورہ میں ایسی مسجد ہے جس کی بنیاد پہلے ہی دن سے تقویٰ پر رکھی گئی: اللہ ربّ العزت کا ارشادِ عالی ہے:

﴿لَمَسْجِدٌ اُسِّسَ عَلَى التَّقْوٰى مِنْ اَوَّلِ يَوْمٍ اَحَقُّ اَنْ تَقُوْمَ فِيْهِ ؕ فِيْهِ رِجَالٌ يُّحِبُّوْنَ اَنْ يَّتَطَهَّرُوْا ؕ وَاللّٰهُ يُحِبُّ الْمُطَّهِّرِيْنَ ۝﴾[3]

ترجمہ: البتہ جس مسجد کی بنیاد پہلے ہی دن سے تقویٰ پر رکھی گئی ہو وہ اس لائق ہے کہ آپ اس میں

---

[1] التوبة: ۱۰۰ [2] تفسیر أنوار البیان [3] التوبة: ۱۰۸

کھڑے ہوں، اس میں ایسے آدمی ہیں کہ وہ خوب پاک ہونے کو پسند کرتے ہیں اور اللہ خوب پاک ہونے والوں کو پسند فرماتا ہے۔

تفسیر: اس آیت میں چار فضیلتیں ہیں:

پہلی فضیلت: اس مسجد کی بنیاد پہلے ہی دن سے تقویٰ پر رکھی گئی ہے۔

دوسری فضیلت: یہ مسجد اس لائق ہے کہ اس میں رسول اللہ ﷺ کھڑے ہوں (یعنی نماز ادا فرمائیں)۔

تیسری فضیلت: اس مسجد میں ایسے لوگ ہیں جو خوب پاک ہونے کو پسند کرتے ہیں۔

چوتھی فضیلت: اللہ تعالیٰ ان حضرات سے جو خوب پاک ہونے کو پسند کرتے ہیں محبّت فرماتا ہے۔

اس مسجد سے کون سی مسجد مراد ہے، مسجدِ نبوی شریف یا مسجدِ قبا؟ اس سلسلہ میں دونوں طرح کی روایات ملتی ہیں، جن کو ہم یہاں درج کر رہے ہیں، اس کے بعد دونوں طرح کی روایات میں مطابقت بیان کریں گے:

حضرت ابوسعید الخدری رضی اللہ عنہ اس بارے میں کہ وہ کون سی مسجد ہے جس کی بنیاد پہلے ہی دن سے تقویٰ پر رکھی گئی، ایک شخص نے کہا کہ وہ مسجدِ قبا ہے، دوسرے شخص نے کہا کہ وہ رسول اللہ ﷺ کی مسجد ہے، اس پر رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ وہ میری مسجد ہے۔[1]

اور حضرت کعب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے اس مسجد کے بارے میں سوال کیا کہ جس کی بنیاد پہلے ہی دن سے تقویٰ پر رکھی گئی ہے، وہ کون سی مسجد ہے؟ تو رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ وہ میری یہ مسجد ہے۔[2]

اور طبرانی نے بھی حضرت زید بن ثابت رضی اللہ عنہ کی روایت سے اسی طرح کی حدیث نقل

---

[1] رواه أحمد: ۱۱۸، والترمذي: ۵۲۸۰، رقم الحديث: ۳۰۹۹ واللفظ له، وقال: هذا حديث حسن صحيح

[2] رواه الترمذي: ۵۲۸۰، رقم الحديث: ۳۰۹۹، وقال: هذا حديث حسنٌ صحيح، وصححه الحاكم على شرط مسلم.

کی ہے اور حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد نقل کرتے ہیں کہ یہ آیت اہلِ قبا کے بارے میں نازل ہوئی ہے: ﴿فِیۡهِ رِجَالٌ یُّحِبُّوۡنَ اَنۡ یَّتَطَهَّرُوۡا ؕ﴾ فرمایا کہ یہ لوگ (اہلِ قباء) پانی سے استنجاء کرتے تھے، تو ان کے بارے میں یہ آیت نازل ہوئی۔[1]

یعنی ڈھیلے استعمال کرنے پر اکتفا نہیں کرتے تھے، بلکہ پانی بھی استعمال کرتے تھے، جیسا کہ بزار کی اس روایت سے معلوم ہوتا ہے۔

ابن ابی شیبہ اور طبرانی وغیرہما روایت کرتے ہیں کہ حضرت زید بن ثابت رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ جس مسجد کی بنیاد پہلے ہی دن سے تقویٰ پر رکھی گئی ہے وہ حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی مسجد ہے، حضرت عروہ نے فرمایا کہ حضرت نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی مسجد تو اس سے بھی بہتر ہے، یہ آیت تو مسجدِ قبا کے بارے میں نازل ہوئی ہے۔[2]

اور حضرت ابنِ عمر رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ جس مسجد کی بنیاد تقویٰ پر رکھی گئی ہے وہ مسجدِ نبوی صلی اللہ علیہ وسلم ہے۔[3]

ان روایات کی جمع اور تطبیق: حافظ ابنِ حجر رحمۃ اللہ علیہ ان روایات میں تطبیق کرتے ہوئے لکھتے ہیں کہ ان تمام روایات میں کوئی تنافی یعنی کوئی تعارض نہیں ہے، کیوں کہ ان دونوں ہی مسجدوں کی بنیاد پہلے ہی دن سے تقویٰ پر رکھی گئی ہے، لہٰذا دونوں قسم کی احادیث اپنی اپنی جگہ صحیح ہیں۔ اور علامہ داودی اور علامہ سہیلی نے بھی ان روایات کے درمیان تطبیق کرتے ہوئے یہی فرمایا ہے۔[4]

اسی طرح حافظ ابنِ کثیر رحمۃ اللہ علیہ نے بھی ان روایات کے درمیان تطبیق کرتے ہوئے لکھا ہے کہ جب مسجدِ قبا کی بنیاد پہلے ہی دن سے تقویٰ پر رکھی گئی ہے تو مسجدِ رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی بنیاد تقویٰ پر رکھی جانا بطریقِ اولیٰ ہے۔[5]

---

[1] رواه أبو داود بإسناد صحيح، كتاب الطهارة، باب الاستنجاء بالماء: ۱۱/۱، رقم الحديث: ٤٤

[2] رواه ابن أبي شيبة، كتاب الصلاة، باب أبواب المساجد

[3] رواه ابن أبي شيبة وابن مردويه، كما في "فتح القدير". [4] فتح الباري: ۲٤٥/۷

[5] تفسير ابن كثير: ۳۹۰/۲

فضیلت نمبر-۱۸: مدینہ منورہ مہبطِ وحی ہے، قرآن کریم کا بڑا حصّہ اس میں نازل ہوا:
نزولِ قرآن کریم کی ابتدا مکّہ مکرمہ میں جبلِ نور کے غارِ حرا میں ہوئی، سورۂ علق کی ابتدائی پانچ آیات نازل ہوئیں:

﴿اِقْرَاْ بِاسْمِ رَبِّكَ الَّذِیْ خَلَقَ O خَلَقَ الْاِنْسَانَ مِنْ عَلَقٍ O اِقْرَاْ وَرَبُّكَ الْاَكْرَمُ O الَّذِیْ عَلَّمَ بِالْقَلَمِ O عَلَّمَ الْاِنْسَانَ مَا لَمْ یَعْلَمْ O﴾[1]

آں حضرت ﷺ کی بعثت کے بعد آپ ﷺ کا قیام تیرہ سال مکّہ مکرمہ میں رہا اور قرآن شریف نازل ہوتا رہا، اور جب آں حضرت ﷺ ہجرت فرما کر مدینہ منورہ تشریف لے آئے تو نزولِ قرآن کریم کا سلسلہ حیاتِ مبارکہ کے آخری ایام تک جاری رہا، آخری آیات جو نازل ہوئیں ان میں ایک یہ آیت بھی ہے:

﴿وَاتَّقُوْا یَوْمًا تُرْجَعُوْنَ فِیْهِ اِلَى اللّٰهِ قف ثُمَّ تُوَفّٰى كُلُّ نَفْسٍ مَّا كَسَبَتْ وَهُمْ لَا یُظْلَمُوْنَ O﴾[2]

مدینہ منورہ کو یہ بڑی فضیلت حاصل ہے کہ قرآن کریم کا ایک بڑا حصّہ اس میں نازل ہوا، مدینہ منورہ میں جو سورتیں نازل ہوئیں ان کی تعداد تقریباً (۲۸) ہے: جن کے اسمائے مبارکہ یہ ہیں:

البقرة، آل عمران، النساء، المائدة، الأنفال، التوبة، الرعد، الحج، النور، الأحزاب، محمد، الفتح، الحجرات، الرحمن، الحديد، المجادلة، الحشر، الممتحنة، الصف، الجمعة، المنافقون، التغابن، الطلاق، التحريم، الإنسان، البينة، الزلزلة، النصر.

ان میں بعض سورتیں ایسی ہیں جو مدینہ منورہ میں نازل نہیں ہوئیں، لیکن وہ حکماً مدنی ہیں جیسے سورۃ النصر کہ یہ حجۃ الوداع میں ایامِ منٰی میں نازل ہوئی، لیکن اس کو مدنی سورتوں میں شمار کیا گیا ہے، کیوں کہ مدنی سورتوں کی راجح تعریف یہ ہے کہ جو ہجرت کے بعد نازل ہوئیں۔

---

[1] العلق: ۱-۵ [2] البقرة: ۲۸۱

باب دوم

مدینہ منورہ کے فضائل احادیث شریفہ کی روشنی میں

فضیلت نمبر-۱۹: مسجدِ نبوی شریف میں ایک نماز کا ثواب ایک ہزار نمازوں سے افضل ہے:

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ ﷺ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَالَ: صَلَاةٌ فِي مَسْجِدِي هَذَا خَيْرٌ مِنْ أَلْفِ صَلَاةٍ فِيمَا سِوَاهُ إِلَّا الْمَسْجِدَ الْحَرَامَ. متفق عليه[1]

ترجمہ: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد نقل کرتے ہیں کہ مسجدِ حرام کے علاوہ باقی تمام مساجد کی نسبت میری مسجد میں ایک نماز کا ثواب ایک ہزار نمازوں سے افضل ہے۔

فضیلت نمبر-۲۰: مسجدِ نبوی شریف ان تین مساجد میں سے ہے جن کی طرف مستقل طور پر سفر کیا جاتا ہے:

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ ﷺ، عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ لَا تُشَدُّ الرِّحَالُ إِلَّا إِلَى ثَلَاثَةِ مَسَاجِدَ: الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ وَمَسْجِدِ الرَّسُوْلِ ﷺ وَمَسْجِدِ الْأَقْصَى. رواه البخاري[2]

ترجمہ: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد نقل کرتے ہیں کہ تین مساجد کے علاوہ رختِ سفر نہ باندھا جائے سوائے تین مساجد کے (تین مساجد یہ ہیں): مسجدِ حرام، مسجدِ رسول صلی اللہ علیہ وسلم اور مسجدِ اقصیٰ۔

---

[1] صحيح البخاري، باب أبواب تقصير الصلاة، رقم الحديث: ۱۱۹۰، صحيح مسلم، كتاب الحج، باب فضل الصلاة، رقم الحديث: ۱۳۹٤

[2] رواه البخاري، كتاب فضل الصلاة في مسجد مكة والمدينة، رقم الحديث: ۱۱۸۹

فضیلت نمبر-۲۱: مسجدِ نبوی شریف میں ایک ایسا باغ ہے جو جنّت کے باغوں میں سے ہے:

عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ زَيْدٍ الْمَازِنِيِّ رضي الله عنه أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ: مَا بَيْنَ بَيْتِي وَمِنْبَرِي رَوْضَةٌ مِنْ رِيَاضِ الْجَنَّةِ.[1]

ترجمہ: حضرت عبداللہ بن زید المازنی رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ کا ارشاد ہے کہ میرے گھر اور میرے منبر کے درمیان کی جگہ جنّت کے باغوں میں سے ایک باغ ہے۔

فائدہ: اس حدیث میں میرے گھر سے مراد حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کا حجرہ شریفہ ہے جس میں آں حضرت ﷺ ابھی آرام فرمارہے ہیں۔

فضیلت نمبر-۲۲، ۲۳، ۲۴: مسجدِ نبوی شریف میں چالیس نمازوں کی فضیلت:

عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ رضي الله عنه، عَنِ النَّبِيِّ ﷺ أَنَّهُ قَالَ: مَنْ صَلَّى فِي مَسْجِدِي أَرْبَعِيْنَ صَلَاةً لَا يَفُوْتُهُ صَلَاةٌ كُتِبَتْ لَهُ بَرَاءَةٌ مِنَ النَّارِ، وَنَجَاةٌ مِنَ الْعَذَابِ وَبَرِئَ مِنَ النِّفَاقِ.[2]

ترجمہ: حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ رسول اللہ ﷺ سے نقل کرتے ہیں کہ جو شخص میری اس مسجد میں چالیس نمازیں اس طرح ادا کرے کہ درمیان میں اس کی کوئی نماز نہ چھوٹے تو اس کے لیے دوزخ سے براءت، اور عذاب سے نجات اور نفاق سے براءت لکھ دی جائے گی۔

اس حدیث کے سارے راوی ثقہ ہیں۔ اور نبیط بن عمر کو بھی ابنِ حبان نے ثقات (ثقہ راویوں) میں شمار کیا ہے۔ مدینہ منورہ کے ایک بڑے عالم مدرس مسجدِ نبوی شریف شیخ عطیہ سالم رحمۃ اللہ علیہ نے ''تتمہ اضواء البیان'' میں (۵۶۲/۸) میں لکھا ہے کہ نبیط بن عمر کو ثقہ قرار دینے میں ابنِ حبان اور منذری اور ہیثمی اور ابنِ حجر رحمۃ اللہ علیہم نے اتفاق کیا ہے، یعنی ان سب نے نبیط کو ثقہ مانا ہے، اور ائمہ حدیث میں سے کسی نے اس کو ضعیف قرار نہیں دیا۔

---

[1] رواه البخاري، كتاب فضائل المدينة، باب فضائل المدينة، رقم الحديث: ١١٩٦ و ١٨٨٨

[2] رواه الإمام أحمد في "مسنده": ١٥٥/٣، والطبراني في "الأوسط": ٣٢٥/٥. وذكر الهيثمي في "مجمع الزوائد": ٨/٤، وقال بعد ما عزاه لأحمد والطبراني: رجاله ثقات.

تشریح: حدیثِ بالا میں مسجدِ نبوی شریف میں لگا تار ۴۰ نماز پڑھنے والے کے لیے تین فضلتیں بیان فرمائیں ہیں:

۱۔ اس کے لیے جہنّم سے براءت لکھ دی جاتی ہے۔

۲۔ اس کے لیے عذاب سے نجات لکھ دی جاتی ہے۔

۳۔ اس کو نفاق سے براءت حاصل ہو جاتی ہے۔

فائدہ: جس کو یہ فضیلتیں حاصل ہو جائیں اس کے لیے کس قدر خوش نصیبی کی بات ہے، لیکن اس کا یہ معنی ہرگز نہیں کہ چالیس نمازیں پڑھنے کے بعد جو چاہے کرے، بلکہ جس کی یہ نمازیں قبول ہو گئیں اس کو دین میں مزید پختگی حاصل ہوگی اور ایمان مضبوط ہوگا۔ نیک عمل قبول ہونے کی علامات میں سے یہ بھی ہے اس کو مزید عملِ صالح کی توفیق ہوتی ہے، جس کا ایمان جتنا مضبوط ہوتا ہے اس کو اتنی ہی زیادہ معرفتِ الٰہیہ اور خشیت حاصل ہوتی ہے۔ ایسا شخص عمل بھی اچھے کرتا ہے، اور توبہ واستغفار میں بھی لگا رہتا ہے، اور اللہ تعالیٰ سے امید بھی اچھی رکھتا ہے۔

فائدہ: یہ چالیس نمازیں عملِ مستحب ہے، حج یا عمرہ کا یا زیارت کا رکن نہیں۔ کوئی نہ کر سکا تو اس پر کوئی گناہ نہیں، البتہ اس فضیلت کو حاصل کرنے کی کوشش کرنی چاہیے۔ بہت سے حجاج و زائرین مسجدِ نبوی شریف کے اندر جگہ ہوتے ہوئے باہر نماز پڑھ لیتے ہیں، ایسا نہیں کرنا چاہیے۔ جب اندر جگہ موجود ہے تو مسجدِ نبوی شریف میں نماز پڑھنے کی فضیلت حاصل کرنی چاہیے۔

فضیلت نمبر-۲۵: گھر سے مسجدِ نبوی شریف کی نیت کر کے چلنے کا اجر وثواب:

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ ﷺ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ: مِنْ حِيْنِ يَخْرُجُ أَحَدُكُمْ مِنْ بَيْتِهِ إِلَى مَسْجِدِي فَرِجْلٌ تَكْتُبُ حَسَنَةً وَرِجْلٌ تَمْحُوْ سَيِّئَةً.[1]

ترجمہ: حضرت ابو ہریرہ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ تم میں سے جو

---

[1] رواه الإمام أحمد: ۳۱۹/۲، والنسائي في "السنن الكبرى": ۲۶۰/۱ بهذا اللفظ بإسناد صحيح، ورواه الحاكم: ۲۱۷/۱ وغيره بدون زيادة ياء الإضافة.

اپنے گھر سے میری مسجد کے لیے نکلتا ہے تو اس کے ایک قدم پر ایک نیکی لکھ دی جاتی ہے اور دوسرے قدم پر ایک گناہ معاف کر دیا جاتا ہے۔

فضیلت نمبر-۲۶: مسجدِ نبوی شریف میں تعلیم وتعلّم، جہاد فی سبیل اللہ کے برابر ہے:

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ ﷛ قَالَ: سَمِعْتُ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ يَقُولُ: مَنْ جَاءَ مَسْجِدِي هَذَا، لَمْ يَأْتِهِ إِلَّا لِخَيْرٍ يَتَعَلَّمُهُ أَوْ يُعَلِّمُهُ فَهُوَ بِمَنْزِلَةِ الْمُجَاهِدِ فِي سَبِيلِ اللّٰهِ، وَمَنْ جَاءَ لِغَيْرِ ذَلِكَ فَهُوَ بِمَنْزِلَةِ الرَّجُلِ يَنْظُرُ إِلَى مَتَاعِ غَيْرِهِ. رواه أحمد وابن ماجه وابن حبان والحاكم.[1]

ترجمہ: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا، آپ صلی اللہ علیہ وسلم فرما رہے تھے کہ جو میری اس مسجد میں خیر سیکھنے اور سکھانے کی نیت سے آیا تو اس کا مرتبہ مجاہد فی سبیل اللہ کے برابر ہے، اور جو اس کے علاوہ کسی اور نیت سے آیا تو وہ ایسا ہے جیسے دوسروں کی چیز پر نگاہ کرتا ہو۔

تشریح: یہ جو فرمایا: جو شخص اس کے علاوہ کسی اور نیت سے آیا تو وہ ایسا ہے جیسے دوسروں کی چیز پر نگاہ کرتا ہو۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ ایسا شخص نہایت محروم ہے اُس فضیلت سے جس سے علما فیض یاب ہیں، کہ دنیا میں اُن کے علم وعمل سے لوگوں کو فیض پہنچتا ہے، ان کی مدح وستائش ہوتی ہے، اور آخرت میں اُن اہلِ علم وعمل حضرات کے لیے بلند درجات ومقامات اللہ تعالیٰ کی طرف سے دیے جائیں گے۔ پس جو شخص مسجدِ نبوی شریف میں آ کر بھی مستفید نہ ہو باوجود یہ کہ خیر اس کے سامنے ہو تو اس کی مثال ایسی ہے کہ کسی دوسرے کے عمدہ سامان کی طرف دیکھ رہا ہو اور اس سامان سے فائدہ اٹھانے سے محروم ہو۔

فائدہ: جو شخص مسجدِ نبوی شریف میں نماز پڑھنے آئے اس کو چاہیے کہ مسجدِ نبوی شریف میں تعلّم

[1] رواه الإمام أحمد: ۲/۳۵۰، وابن ماجه في المقدمة، باب فضل العلماء والحث على طلب العلم، رقم الحديث: ۲۲۷، وقال البوصيري: إسناده صحيح على شرط مسلم، وأخرجه الحاكم في "المستدرك": ۱/۲۱۷، وصححه على شرط مسلم، ووافقه الذهبي، وصححه ابن حبان في "صحيحه" الإحسان: ۱۹۱

وتعلیم کی نیت سے بھی آئے، تاکہ اس کو نماز کے ثواب کے ساتھ ساتھ مذکورہ بالا فضیلت بھی حاصل ہو جائے۔

فضیلت نمبر-۲۷: منبر رسول ﷺ کی فضیلت:

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رضي الله عنه أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَالَ: مِنْبَرِي هَذَا عَلَى تُرْعَةٍ مِنْ تُرَعِ الْجَنَّةِ.[1]

ترجمہ: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ رسول اکرم ﷺ کا ارشاد نقل کرتے ہیں کہ میرا یہ منبر جنّت کے دروازوں میں سے ایک دروازے پر ہوگا۔

وَعَنْ أُمِّ سَلَمَةَ رضي الله عنها أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَالَ: إِنَّ قَوَائِمَ مِنْبَرِي رَوَاتِبُ فِي الْجَنَّةِ.[2]

ترجمہ: حضرت اُمّ سلمہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ میرے منبر کے پائے جنّت میں دائمی رہیں گے۔

فضیلت نمبر-۲۸: رسول اللہ ﷺ کا اپنے منبر سے اپنے حوضِ کوثر کو دیکھنا:

عَنْ عُقْبَةَ بْنِ عَامِرٍ رضي الله عنه أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ خَرَجَ يَوْمًا فَصَلَّى عَلَى أَهْلِ أُحُدٍ صَلَاتَهُ عَلَى الْمَيِّتِ، ثُمَّ انْصَرَفَ إِلَى الْمِنْبَرِ فَقَالَ: إِنِّي فَرَطٌ لَكُمْ وَأَنَا شَهِيدٌ عَلَيْكُمْ، وَإِنِّي وَاللّٰهِ لَأَنْظُرُ إِلَى حَوْضِي الْآنَ، وَإِنِّي أُعْطِيتُ مَفَاتِيحَ خَزَائِنِ الْأَرْضِ أَوْ مَفَاتِيحَ الْأَرْضِ، وَإِنِّي وَاللّٰهِ مَا أَخَافُ عَلَيْكُمْ أَنْ تُشْرِكُوا بَعْدِي، وَلَكِنْ أَخَافُ عَلَيْكُمْ أَنْ تَنَافَسُوا فِيهَا.[3]

ترجمہ: حضرت عقبہ بن عامر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ ایک روز تشریف لائے اور

---

[1] رواه أحمد: ٤٠١/٢، والبيهقي في "السنن الكبرى": ٢٤٧/٥ وغيرهما برجال الصحيح.

[2] رواه أحمد: ٢٨٩/٦، والنسائي في "السنن الكبرى": ٣٥/٢، وابن حبان: ٦٤/٩ وأبو يعلى: ٤٠٩/١٢ بإسناد صحيح.

[3] رواه البخاري، كتاب الجنائز، باب الصلاة على الشهيد، رقم الحديث: ١٣٤٤

اُحد کے شہداء پر اس طرح نمازِ جنازہ پڑھی جس طرح میت کی نمازِ جنازہ پڑھی جاتی ہے، پھر آپ ﷺ منبر کی طرف تشریف لے گئے اور فرمایا کہ میں حوض پر تم سے پہلے پہنچنے والا ہوں اور میں تم پر گواہ رہوں گا اور بخدا! میں اس وقت اپنے حوض کو دیکھ رہا ہوں اور مجھے زمین کے خزانوں کی چابیاں دی گئی ہیں، مجھے تمہارے بارے میں میرے بعد شرک میں ابتلا کا ڈر نہیں، لیکن مجھے تمہارے بارے میں یہ خدشہ ہے کہ تم دنیا داری میں منہمک ہو جاؤ گے، اور اس میں ایک دوسرے سے سبقت لے جانے کی کوشش کرو گے۔

حضرت عقبہ رضی اللہ عنہ سے اسی معنی کی ایک دوسری روایت ''بخاری شریف'' کتاب المغازی میں بھی مروی ہے۔[۱]

عَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ رضي الله عنه قَالَ: بَيْنَمَا نَحْنُ جُلُوسٌ فِي الْمَسْجِدِ إِذْ خَرَجَ عَلَيْنَا رَسُولُ اللهِ ﷺ فِي الْمَرَضِ الَّذِي تُوُفِّيَ فِيهِ عَاصِبًا رَأْسَهُ بِخِرْقَةٍ، فَخَرَجَ يَمْشِي حَتَّى قَامَ عَلَى الْمِنْبَرِ، فَلَمَّا اسْتَوَى عَلَيْهِ قَالَ -فِي حَدِيثِ أَبِي ضَمْرَةَ أَنَسِ بْنِ عِيَاضٍ وَصَفْوَانَ-: وَالَّذِي نَفْسُهُ بِيَدِهِ -وَفِي حَدِيثِ مُحَمَّدِ بْنِ إِسْمَاعِيلَ: وَالَّذِي نَفْسِي بِيَدِهِ إِنِّي لَقَائِمٌ عَلَى الْحَوْضِ السَّاعَةَ- إِنَّ رَجُلًا عُرِضَتْ عَلَيْهِ الدُّنْيَا وَزِينَتُهَا فَاخْتَارَ الْآخِرَةَ، فَلَمْ يَعْقِلْهَا مِنَ الْقَوْمِ أَحَدٌ إِلَّا أَبُو بَكْرٍ فَبَكَى، ثُمَّ قَالَ: أَيْ رَسُولَ اللهِ، بِأَبِي أَنْتَ وَأُمِّي بَلْ نَفْدِيكَ بِآبَائِنَا وَأَبْنَائِنَا وَأَنْفُسِنَا وَأَمْوَالِنَا، قَالَ: ثُمَّ نَزَلَ فَمَا قَامَ عَلَيْهِ حَتَّى السَّاعَةَ.[۲]

قَوْلُهُ: ثُمَّ نَزَلَ أَيْ مِنَ الْمِنْبَرِ صَلَوَاتُ اللهِ وَسَلَامُهُ وَبَرَكَاتُهُ عَلَيْهِ.

ترجمہ: حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ہم صحابہ مسجدِ نبوی میں موجود تھے کہ رسول اللہ ﷺ تشریف لائے، یہ مرض الوفات کی بات ہے، آپ ﷺ نے ایک کپڑے سے سر کو باندھ رکھا تھا، آپ ﷺ آتے ہی سیدھے منبر پر کھڑے ہو گئے اور آپ ﷺ نے فرمایا کہ قسم

[۱] بخاري، كتاب المغازي، باب غزوة أحد، رقم الحديث: ٤٠٤٢

[۲] رواه الإمام أحمد: ٤٥٠/٢، والنسائي في السنن الكبرى: ٢٤٧/٥

ہے اس ذات کی جس کے قبضہ میں میری جان ہے کہ میں اس وقت حوضِ کوثر کے سامنے کھڑا ہوں، بے شک ایک آدمی کے سامنے دنیا اور اس کی رونق کا سامان پیش کیا گیا، لیکن اس نے آخرت کو اختیار کیا، پوری جماعت میں سے حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ کے علاوہ کوئی آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا اشارہ نہ سمجھ سکا، اور پھر حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ رونے لگے اور عرض کیا: یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! میرے ماں باپ آپ پر قربان، بلکہ ہم سب اپنے آباء اور اولاد اور اپنے مال آپ پر قربان کرتے ہیں، صحابی فرماتے ہیں کہ پھر اس کے بعد آج تک آپ صلی اللہ علیہ وسلم منبر پر تشریف نہیں لائے۔

''مسندِ دارمی'' میں اسی معنی کی ایک روایت مروی ہے۔

فضیلت نمبر-۲۹: منبرِ نبوی شریف کے پاس جھوٹی قسم کھانے کی وعید:

عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ الْأَنْصَارِيِّ رضي الله عنه أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ: مَنْ حَلَفَ عَلَى مِنْبَرِي آثِمًا تَبَوَّأَ مَقْعَدَهُ مِنَ النَّارِ. رواه مالك وأحمد وأبو داود والحاكم.[1]

ترجمہ: حضرت جابر بن عبداللہ انصاری رضی اللہ عنہ سے منقول ہے کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ جس شخص نے میرے منبر کے پاس جھوٹی قسم کھائی تو اس نے اپنا ٹھکانا جہنّم میں بنالیا۔

وَعَنْهُ رضي الله عنه قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: لَا يَحْلِفُ أَحَدٌ عِنْدَ مِنْبَرِي هٰذَا عَلَى يَمِيْنٍ آثِمَةٍ وَلَوْ عَلَى سِوَاكٍ أَخْضَرَ إِلَّا تَبَوَّأَ مَقْعَدَهُ مِنَ النَّارِ أَوْ وَجَبَتْ لَهُ النَّارُ.[2]

ترجمہ: حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے ایک اور روایت میں رسول انور صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد منقول ہے کہ جس نے میرے منبر کے پاس جھوٹی قسم کھائی چاہے ایک (معمولی چیز) سبز مسواک کے بارے میں ہو تو اس نے اپنا ٹھکانا جہنّم میں بنالیا، یا (یوں فرمایا) کہ اس پر جہنّم واجب ہوگئی۔

---

[1] رواه مالك في "الموطأ"، رقم الحديث: ١٤٣٤، وأحمد في "مسنده"، رقم الحديث: ٣٣٤٤، وأبو داود، رقم الحديث: ٣٢٤٦، والحاكم في "مستدرك": ٩٦٢/٤ وغيرهم، وصححه الحاكم ووافقه الذهبي. [2] رواه أبو داود، كتاب الإيمان، رقم الحديث: ٣٢٤٦، والحاكم: ٢٩٦/٤ وصححه ووافقه الذهبي.

فضیلت نمبر-۳۰: ستونِ مصحف شریف کے پاس نماز پڑھنے کا اہتمام کرنا:

عَنْ يَزِيْدَ بْنِ أَبِي عُبَيْدٍ قَالَ: كُنْتُ آتِي مَعَ سَلَمَةَ بْنِ الْأَكْوَعِ فَيُصَلِّي عِنْدَ الْأُسْطُوَانَةِ الَّتِي عِنْدَ الْمُصْحَفِ فَقُلْتُ: يَا أَبَا مُسْلِمٍ، أَرَاكَ تَتَحَرَّى الصَّلَاةَ عِنْدَ هَذِهِ الْأُسْطُوَانَةِ، قَالَ: فَإِنِّي رَأَيْتُ النَّبِيَّ ﷺ يَتَحَرَّى الصَّلَاةَ عِنْدَهَا. متفق عليه.[1]

ترجمہ: یزید بن ابی عبید فرماتے ہیں کہ میں سلمہ بن الاکوع رضی اللہ عنہ کے پاس آتا رہتا تھا، اور وہ ستونِ مصحف کے پاس نماز پڑھتے تھے تو اس پر میں نے ان سے کہا: اے ابومسلم! کیا بات ہے کہ آپ اس ستون کے پاس نماز پڑھنے کا اہتمام کرتے ہیں؟ تو فرمانے لگے: اس لیے کہ میں نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو اس کے پاس نماز پڑھنے کا اہتمام کرتے ہوئے دیکھا ہے۔

فائدہ: یہ ستون محراب کی داہنی طرف ہے اور اس سے متصل ہے۔

فضیلت نمبر-۳۱: مسجدِ قبا میں نماز کا ثواب عمرہ کے برابر ہے:

عَنْ سَهْلِ بْنِ حُنَيْفٍ رضي الله عنه قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: مَنْ تَطَهَّرَ فِي بَيْتِهِ ثُمَّ أَتَى مَسْجِدَ قُبَاءَ فَصَلَّى فِيْهِ صَلَاةً كَانَ لَهُ أَجْرُ عُمْرَةٍ.[2]

ترجمہ: حضرت سہل بن حُنیف رضی اللہ عنہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد نقل کرتے ہیں کہ جس نے اپنے گھر اچھی طرح وضو کیا اور مسجدِ قبا میں آ کر نماز پڑھی تو اس کے لیے عمرہ کا ثواب ہے۔

وَعَنْ أُسَيْدِ بْنِ ظُهَيْرٍ الْأَنْصَارِيِّ رضي الله عنهما، عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: اَلصَّلَاةُ فِي مَسْجِدِ قُبَاءَ كَعُمْرَةٍ.[3]

ترجمہ: اُسید بن ظُہیر انصاری رضی اللہ عنہما نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: مسجدِ قبا میں نماز کا ثواب عمرہ کے برابر ہے۔

---

[1] صحيح البخاري، كتاب الصلاة، رقم الحديث: ٥٠٢، ومسلم، كتاب الصلاة، باب منع المار بين يدي المصلي [2] رواه ابن ماجه، باب ما جاء في الصلاة في مسجد قباء، رقم الحديث: ١٤١٢، بإسناد صحيح. [3] رواه الترمذي، كتاب الصلاة، باب أبواب الأذان: ١٤٦/٢، رقم الحديث: ٣٢٤ وغيره وهو حديث حسن.

فضیلت نمبر-۳۲: صحابیِ رسول ﷺ کا فرمان کہ مجھے مسجدِ قبا میں نماز پڑھنا بیت المقدس میں نماز پڑھنے سے زیادہ پسند ہے:

عَنْ سَعْدِ بْنِ أَبِي وَقَّاصٍ رضی اللہ عنہ قَالَ: لَأَنْ أُصَلِّيَ فِي مَسْجِدِ قُبَاءَ أَحَبُّ إِلَيَّ مِنْ أَنْ أُصَلِّيَ فِي بَيْتِ الْمَقْدِسِ.[1]

ترجمہ: حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ کا فرمان ہے کہ میں مسجدِ قبا میں نماز پڑھوں یہ مجھے اس سے زیادہ پسند ہے کہ میں بیت المقدس میں نماز پڑھوں۔

اور ایک روایت میں ہے کہ حضرت سعد رضی اللہ عنہ کا فرمان ہے کہ میں مسجدِ قبا میں دو رکعتیں پڑھوں یہ مجھے اس سے زیادہ پسند ہے کہ میں بیت المقدس دو مرتبہ جاؤں۔[2]

فضیلت نمبر-۳۳: رسول اللہ ﷺ کا ہر ہفتہ کو سواری پر یا پیادہ مسجدِ قبا تشریف لے جانا:

عَنِ ابْنِ عُمَرَ رضی اللہ عنہما قَالَ: كَانَ النَّبِيُّ ﷺ يَأْتِي مَسْجِدَ قُبَاءَ كُلَّ سَبْتٍ مَاشِيًا وَرَاكِبًا، وَكَانَ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ عُمَرَ رضی اللہ عنہما يَفْعَلُهُ. متفق عليه.[3]

ترجمہ: حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ رسول کریم ﷺ کا معمول تھا کہ آپ ﷺ ہفتہ کے روز کبھی پیدل کبھی سواری پر مسجدِ قبا تشریف لاتے تھے، اور حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما بھی ایسا ہی کرتے تھے۔

وَعَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ قَيْسِ بْنِ مَخْرَمَةَ قَالَ: أَقْبَلْتُ مِنْ مَسْجِدِ بَنِي عَمْرِو بْنِ عَوْفٍ بِقُبَاءَ عَلَى بَغْلَةٍ لِي قَدْ صَلَّيْتُ فِيهِ، فَلَقِيتُ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ عُمَرَ مَاشِيًا فَلَمَّا رَأَيْتُهُ نَزَلْتُ عَنْ بَغْلَتِي ثُمَّ قُلْتُ: اِرْكَبْ أَيْ عَمِّ، قَالَ: أَيِ ابْنَ أَخِي، لَوْ أَرَدْتُّ أَنْ أَرْكَبَ الدَّوَابَّ لَرَكِبْتُ، وَلَكِنِّي رَأَيْتُ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ يَمْشِي إِلَى هَذَا الْمَسْجِدِ حَتَّى يَأْتِيَ فَيُصَلِّي فِيهِ، فَأَنَا أُحِبُّ أَنْ

---

۱ رواه ابن أبي شيبة في "مصنفه": ۲/۳۷۳ بإسناد صحيح. ۲ مصنف ابن أبي شيبة
۳ واللفظ للبخاري، البخاري، رقم الحديث: ۱۱۳۵، المسلم، كتاب الحج، باب فضل مسجد قباء وفضل الصلاة فيه وزيارته، رقم الحديث: ۱۳۹۹

أَمْشِيَ إِلَيْهِ كَمَا رَأَيْتُهُ يَمْشِي، قَالَ: فَأَبَى أَنْ يَرْكَبَ وَمَضَى عَلَى وَجْهِهِ.[1]

ترجمہ: حضرت عبداللہ بن قیس بن مخرمہ فرماتے ہیں کہ میں مسجدِ بنی عمرو بن عوف سے اپنے خچر پر قبا کی طرف جانے کے لیے نکلا، اور نماز پڑھنے کے بعد راستہ میں حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے میری ملاقات ہوئی وہ پیدل تھے، جب میں نے ان کو دیکھا تو میں اپنے خچر سے اتر گیا، پھر میں نے عرض کیا: چچا جان! میری سواری حاضر ہے، آپ اس پر سوار ہو جایے، تو انھوں نے فرمایا: اے بھتیجے! میں چاہتا تو اس کے علاوہ بھی بہت سواریاں موجود ہیں، لیکن میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم اس مسجد کی طرف پیدل تشریف لاتے تھے اور نماز پڑھتے تھے، اس لیے مجھے بھی یہی پسند ہے، اس لیے سواری پر سوار نہیں ہوتا، یہ کہہ کر پیدل ہی چل دیے۔

فائدہ-۱: مسجدِ قبا میں نماز پڑھنے کا ثواب عمرہ کے برابر ہے، اور یہ ہفتہ کے دن کے ساتھ خاص نہیں ہے، اگر ہفتہ کے علاوہ کسی اور دن مسجدِ قبا جائے اور وہاں نماز ادا کرے، چاہے فرض ہو یا نفل تو ان شاء اللہ تعالیٰ عمرہ کا ثواب ملے گا، کیوں کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا ایک حدیث میں ارشاد ہے: اَلصَّلَاةُ فِي مَسْجِدِ قُبَاءَ كَعُمْرَةٍ.[2] یعنی مسجدِ قبا میں نماز کا ثواب عمرہ کے برابر ہے، اس حدیث میں اور اس کے علاوہ دیگر احادیث میں عمرہ کے ثواب کو ہفتہ کے دن سے مشروط نہیں فرمایا، اور فرض اور نفل کی تخصیص بھی نہیں فرمائی، مطلق فرمایا۔ البتہ ہفتہ کے دن جانا افضل ہے، کیوں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہر ہفتہ تشریف لے جایا کرتے تھے۔

فائدہ-۲: گھر سے اچھی طرح طہارت حاصل کر کے مسجدِ قبا میں نماز پڑھنے کے لیے روانہ ہونا افضل ہے، جیسا کہ حضرت سہل بن حنیف کی رویت سے (جو اوپر گذر چکی) معلوم ہو رہا ہے، لیکن (بعض اہلِ علم کے قول کے مطابق) یہ بھی بطور شرط کے نہیں، اگر کوئی اپنے گھر کے علاوہ کہیں اور سے مسجدِ قبا کی طرف روانہ ہوا، اور وہاں ہی وضو خانہ میں اچھی طرح وضو کر لیا تو بھی

---

[1] رواه أحمد بإسناد حسن: ۲۱۱۹، رقم الحديث: ۵۹۹۹، وقد صرح ابن إسحاق بالسماع، ويشهد له حديث عبد الله بن عمر رضي الله عنهما المروي في الصحيحين الذي مر آنفا.

[2] رواه الترمذي بإسناد حسن، رقم الحديث: ۲۹۸

اللہ تعالیٰ سے امید ہے کہ عمرہ کا ثواب مل جائے گا، لإطلاق قوله ﷺ: اَلصَّلَاةُ فِي مَسْجِدِ قُبَاءَ كَعُمْرَةٍ، والله تعالى أعلم.

فضیلت نمبر-۳۴: مدینہ منورہ کی بستی کی طرف نبی اکرم ﷺ کو ہجرت فرمانے کا حکم:

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ ؓ يَقُوْلُ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: أُمِرْتُ بِقَرْيَةٍ تَأْكُلُ الْقُرَى، يَقُوْلُوْنَ: يَثْرِبُ وَهِيَ الْمَدِيْنَةُ تَنْفِي النَّاسَ كَمَا يَنْفِي الْكِيْرُ خَبَثَ الْحَدِيْدِ.[1]

ترجمہ: حضرت ابو ہریرہ ؓ رسول اللہ ﷺ کا ارشاد نقل کرتے ہیں کہ مجھے ایسی بستی کی طرف ہجرت کرنے کا حکم دیا گیا ہے جو تمام بستیوں کو کھالے گی، لوگ (یعنی منافقین) اس بستی کو ''یثرب'' کہتے ہیں، حالاں کہ وہ ''مدینہ'' ہے، وہ (برے) آدمیوں کو اس طرح دور کردیتی ہے جس طرح بھٹی لوہے کے میل کچیل کو دور کردیتی ہے۔

تشریح: حافظ ابنِ حجر شارح ''صحیح بخاری'' فرماتے ہیں کہ مدینہ اس شہر کا نام ہے جس کی طرف رسول اللہ ﷺ نے ہجرت فرمائی اور جہاں آپ ﷺ آرام فرمارہے ہیں، اللہ تبارک وتعالیٰ کا فرمان ہے:

﴿يَقُوْلُوْنَ لَئِنْ رَّجَعْنَآ اِلَى الْمَدِيْنَةِ﴾[2]

جب لفظ ''مدینہ'' علی الاطلاق بولا جائے تو اس سے متبادر مفہوم صرف مدینہ ہی ہوتا ہے، اور اگر کوئی اور شہر مراد ہو تو اس کے ساتھ کوئی اور امتیازی قید اور صفت لگانی چاہیے، تاکہ پہچان اور تعیین ہوجائے، اس لیے کہ یہ شہرِ مدینہ دیگر شہروں میں ایسا ہے جیسا کہ ستاروں میں ایک ممتاز ستارہ ہو، فهي كالنجم للثريا.[3]

وضاحت: یہ حدیث شریف پہلے بھی گذر چکی ہے، وہاں اس حدیث شریف کو دوسرے عنوان کے تحت ذکر کیا ہے، اب یہ حدیث ایک اور عنوان کے تحت ذکر کی جارہی ہے، کیوں کہ ایک

---

[1] رواه البخاري، كتاب الحج، باب فضل المدينة، رقم الحديث: ١٨٧١ [2] المنافقون: ٨
[3] فتح الباري: ٤/٨٩

حدیث سے بعض مرتبہ کئی فوائد ثابت ہوتے ہیں۔

فضیلت نمبر-۳۵: مدینہ ایمان کے لوٹنے کی (جمع ہونے) کی جگہ ہے:

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ ﷛ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ: إِنَّ الْإِيْمَانَ لَيَأْرِزُ إِلَى الْمَدِيْنَةِ كَمَا تَأْرِزُ الْحَيَّةُ إِلَى جُحْرِهَا. متفق عليه واللفظ لمسلم.[1]

ترجمہ: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد نقل کرتے ہیں کہ بے شک ایمان مدینہ کی طرف اس طرح لوٹ آئے گا جس طرح سانپ اپنے بل میں واپس لوٹ آتا ہو۔

تشریح: اس حدیث شریف کی تشریح میں قاضی عیاض رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: بلا شبہ ایمان کا دورِ اوّل اور دورِ آخر اسی طرح ہے، تقدیم تاخیر کہ اسلام کے ابتدائی ایام میں جو مخلص تھا اور اس کا ایمان صحیح تھا، وہ تو ہجرت کر کے مدینہ منورہ آ گیا، یا آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت و دیدار کے شوق میں اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے دین سیکھنے کے لیے اس مبارک شہر آ پہنچا، اسی طرح خلفائے راشدین کے عہد میں اور ان کے بعد احادیث وسنن سیکھنے کے لیے مدینہ منورہ میں مخلص اہلِ ایمان کی آمد رہی....الخ[2]

ملا علی القاری کہتے ہیں: حدیث شریف کے معنی یہ ہیں کہ آخری زمانہ میں جب فتنوں کا ظہور ہوگا اور کفر کا غلبہ ہو جائے گا اور اہلِ اسلام کے ملکوں میں کافر وظالموں کا تسلّط ہو جائے گا تو پلٹ کر یہ دینِ حنیف حجاز میں سمٹ کر آ جائے گا جیسا کہ یہاں سے نکلا تھا۔[3]

فضیلت نمبر-۳۶: مدینہ منورہ مکّہ مکرمہ کی طرح رسولِ انور صلی اللہ علیہ وسلم کا محبوب شہر ہے یا اس سے بھی زیادہ محبوب ہے:

عَنْ عَائِشَةَ ﷞ قَالَتْ: قَدِمْنَا الْمَدِيْنَةَ وَهِيَ وَبِيْئَةٌ فَاشْتَكَى أَبُوْ بَكْرٍ

[1] صحيح بخاري، كتاب الحج. مسلم، كتاب الإيمان، باب بيان أن الإسلام بدأ غريبًا وسيعود غريبًا، وإنه يأرز بين المسجدين، رقم الحديث: ١٤٧

[2] فيض القدير شرح الجامع الصغير للمناوي: ٣٢٤/٢

[3] مرقاة المفاتيح شرح مشكاة المصابيح: ٣٧٩/١

وَاشْتَكَى بِلَالٌ، فَلَمَّا رَأَى النَّبِيُّ ﷺ شَكْوَى أَصْحَابِهِ قَالَ: اَللّٰهُمَّ حَبِّبْ إِلَيْنَا الْمَدِيْنَةَ كَمَا حَبَّبْتَ مَكَّةَ أَوْ أَشَدَّ، وَصَحِّحْهَا وَبَارِكْ لَنَا فِي صَاعِهَا وَمُدِّهَا وَحَوِّلْ حَمَاهَا إِلَى الْجُحْفَةِ. متفق عليه.[1]

ترجمہ: حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ جب ہم مدینہ آئے تو اس کی آب و ہوا موافق (یعنی صحت والی) نہ تھی۔ حضرت ابوبکر اور حضرت بلال رضی اللہ عنہما بیمار ہوگئے، جب نبی اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کی اس حالت کو دیکھا تو اللہ تعالیٰ سے یوں دعا کی: اے اللہ! مدینہ کو مکّہ کی طرح ہمارے لیے محبوب بنا دیجیے، بلکہ اس سے بھی زیادہ اور اس کی آب و ہوا کو صحت والی بنا دیجیے اور اس کے صاع اور مدّ میں برکت عطا فرمایے اور اس کے بخار کو جحفہ منتقل فرما دیجیے۔

وضاحت: جحفہ کی طرف بخار منتقل کرنے کی دعا اس لیے فرمائی کہ وہاں یہود کی رہائش تھی۔

فضیلت نمبر-۳۷: رسولِ انور صلی اللہ علیہ وسلم کی تشریف آوری پر مدینہ منورہ کا روشن ہو جانا:

عَنْ أَنَسٍ رضي الله عنه قَالَ: لَمَّا كَانَ الْيَوْمُ الَّذِي دَخَلَ فِيْهِ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ الْمَدِيْنَةَ أَضَاءَ مِنَ الْمَدِيْنَةِ كُلُّ شَيْءٍ، فَلَمَّا كَانَ الْيَوْمُ الَّذِي مَاتَ فِيْهِ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ أَظْلَمَ مِنَ الْمَدِيْنَةِ كُلُّ شَيْءٍ، وَمَا فَرَغْنَامِنْ دَفْنِهِ حَتَّى أَنْكَرْنَا قُلُوْبَنَا.[2]

ترجمہ: حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ جس روز رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مدینہ منورہ تشریف لائے تو اس روز مدینہ کی ہر چیز روشن ہوگئی، اور جس روز آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا انتقال ہوا تو مدینہ کی ہر چیز تاریک ہوگئی، اور ابھی ہم رسولِ انور صلی اللہ علیہ وسلم کی تدفین سے فارغ بھی نہیں ہوئے تھے کہ ہم نے اپنے دلوں کی (نورانی) کیفیت میں فرق محسوس کیا۔

تشریح: ملا علی قاری لکھتے ہیں کہ حضرت انس رضی اللہ عنہ کا یہ فرمانا کہ أَضَاءَ مِنَ الْمَدِيْنَةِ كُلُّ

---

[1] البخاري، كتاب الدعوات. ومسلم، كتاب الحج، باب الترغيب في سكنى المدينة والصبر على لأوائها، رقم الحديث: ١٣٧٦

[2] رواه أحمد: ٣/٢٢١، والترمذي، كتاب الدعوات، أبواب المناقب، رقم الحديث: ٣٦١٨ وصححه

شَيْءٍ، (یعنی جس روز اللہ کے رسول ﷺ مدینہ منورہ تشریف لائے تو اس روز مدینہ کی ہر چیز منور ہوگئی) سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ یہ نورانیت اور مدینہ کا روشن ہونا محسوس ہوتا تھا۔ اور وفات کے بعد دلوں کی کیفیت بدل جانے سے یہ مراد نہیں ہے کہ ہمارے تصدیقِ ایمانی میں کچھ کمی آئی، بلکہ اس سے مراد یہ ہے کہ ہمارا حال بدل گیا، رسول اللہ ﷺ کی وفات کی وجہ سے ہم نے اپنے دلوں میں ان انوارِ صفا اور رقتِ قلبی اور الفت میں کمی محسوس کی، وحی کے انقطاع کی وجہ سے اور آپ ﷺ کی صحبت باقی نہ رہنے کی وجہ سے۔[1]

فضیلت نمبر-۳۸، ۳۹، ۴۰، ۴۱: مدینہ منورہ قبۃ الاسلام، ایمان کا گھر، ہجرت کی زمین اور حلال اور حرام کا مرکز ہے:

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ ﷺ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: اَلْمَدِيْنَةُ قُبَّةُ الْإِسْلَامِ، وَدَارُ الْإِيْمَانِ، وَأَرْضُ الْهِجْرَةِ، وَمُبَوَّأُ الْحَلَالِ وَالْحَرَامِ. رواه الطبراني.[2]

ترجمہ: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ رسول اللہ ﷺ کا ارشاد نقل کرتے ہیں کہ مدینہ اسلام کا قبہ ہے، اور ایمان کا گھر ہے اور ہجرت کی سرزمین ہے اور حلال وحرام کا مرکز ہے۔

فضیلت نمبر-۴۲، ۴۳: مدینہ کا حرم ہونا اور نبی کریم ﷺ کا اس کے مد اور صاع میں برکت کی دعا فرمانا:

عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ زَيْدٍ ﷺ، عَنِ النَّبِيِّ ﷺ: أَنَّ إِبْرَاهِيْمَ حَرَّمَ مَكَّةَ وَدَعَا لَهَا، وَحَرَّمْتُ الْمَدِيْنَةَ كَمَا حَرَّمَ إِبْرَاهِيْمُ مَكَّةَ، وَدَعَوْتُ لَهَا فِي مُدِّهَا وَصَاعِهَا مِثْلَ مَا دَعَا إِبْرَاهِيْمُ ﷺ لِمَكَّةَ. رواه البخاري ومسلم.[3]

---

[1] انظر مرقاة المفاتيح شرح مشكاة: ١٠٩/١

[2] المعجم الأوسط: ٣٨٠/٥، وقال الهيثمي وفيه عيسى بن ميناء قالون، وحديثه حسن، وبقية رجاله ثقات، مجمع الزوائد: ٢٩٨/٣

[3] رواه البخاري، كتاب البيوع، باب بركة صاع النبي ﷺ ومده، رقم الحديث: ٢١٢٩، واللفظ له، ومسلم، رقم الحديث: ١٣٦٠ في صحيحيهما.

ترجمہ: حضرت عبد اللہ بن زید نبی اکرم ﷺ کا ارشاد نقل کرتے ہیں کہ حضرت ابراہیم (علیہ السلام) نے مکہ کو حرم ٹھہرایا اور اس کے لیے دعا کی، اور میں نے مدینہ کو حرم ٹھہرایا اور ابراہیم علیہ السلام کی طرح اس کے مد اور صاع میں برکت کی دعا کی۔

تشریح: ''صاع'' اور ''مد'' دو پیمانوں کا نام ہے جن سے ناپ کر خرید وفروخت کرتے ہیں۔ نبی کریم ﷺ نے اہلِ مدینہ کے صاع اور مد میں برکت کی دعا فرمائی اور اس دعا کے ثمرات آج تک محسوس ہوتے ہیں۔ اہلِ مدینہ کے کھانے میں اتنی برکت ہوتی ہے کہ جب کسی کی دعوت کرتے ہیں زیادہ افراد بھی آجائیں تو کھانا سب کے لیے کافی ہوجاتا ہے اور بچ بھی جاتا ہے۔ بندہ نے یہ بکثرت دیکھا، حضرت والدِ ماجد رحمۃ اللہ علیہ خلافِ توقع کافی مہمانوں کو ساتھ لے آتے تھے اور گھر میں جو کھانا تیار ہوتا تھا بظاہر وہ کھانا ان مہمانوں کی تعداد کے بہ نسبت بہت کم ہوتا تھا، لیکن اللہ تعالیٰ کی طرف سے ایسی برکت ہوتی تھی کہ سب سیر ہوکر کھالیا کرتے تھے اور بچ بھی جاتا تھا۔ وللہ الحمد، وصلی اللہ علی حبیبہ ومصطفاہ وعلی آلہ واصحابہ وبارك وسلم.

فضیلت نمبر-۴۴: رسول کریم ﷺ نے مدینہ منورہ کی حرمت بیان فرماتے ہوئے اس کے حدودِ اربعہ کی بھی تعیین فرمائی:

عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ رضي الله عنه قَالَ: خَرَجْتُ مَعَ رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ إِلَى خَيْبَرَ أَخْدُمُهُ، فَلَمَّا قَدِمَ النَّبِيُّ ﷺ رَاجِعًا وَبَدَا لَهُ أُحُدٌ قَالَ: هٰذَا جَبَلٌ يُحِبُّنَا وَنُحِبُّهُ، ثُمَّ أَشَارَ بِيَدِهِ إِلَى الْمَدِيْنَةِ قَالَ: اَللّٰهُمَّ إِنِّي أُحَرِّمُ مَا بَيْنَ لَا بَتَيْهَا كَتَحْرِيْمِ مَكَّةَ، اَللّٰهُمَّ بَارِكْ لَنَا فِي صَاعِنَا وَمُدِّنَا.

ترجمہ: حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ میں رسولِ اکرم ﷺ کی خدمت کے لیے خیبر کے سفر میں آپ ﷺ کے ساتھ نکلا، جب نبی اکرم ﷺ واپس تشریف لائے اور آپ ﷺ کو احد نظر آیا تو آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا: یہ احد پہاڑ ہے، یہ ہم سے محبت کرتا ہے اور ہم اس سے محبت کرتے ہیں، پھر آپ ﷺ نے اپنے دستِ مبارک سے مدینہ کی طرف

اشارہ فرمایا اور دعا فرمائی: اے اللہ! میں اس کے دونوں لابوں کے درمیان کو مکّہ کی طرح حرم قرار دیتا ہوں، اے اللہ! ہمارے صاع اور مد میں برکت عطا فرما۔

وضاحت: ''صاع'' اور ''مد'' یہ دونوں عرب میں اشیا کے ناپنے تولنے کے دو برتن ہوتے تھے، اور ان میں برکت سے مراد اہلِ مدینہ کے رزق میں برکت ہونے کی دعا ہے، واللہ تعالیٰ اعلم۔

وَعَنْ جَابِرٍ رضي الله عنه قَالَ: قَالَ النَّبِيُّ ﷺ: إِنَّ إِبْـرَاهِيمَ حَرَّمَ مَكَّةَ وَإِنِّي حَرَّمْتُ الْـمَـدِيْـنَةَ مَـا بَيْـنَ لَابَتَيْهَـا لَا يُـقْـطَـعُ عِضَاهُهَا وَلَا يُصَادُ صَيْدُهَا. رواه مسلم.[1]

ترجمہ: حضرت جابر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا: ابراہیم (علیہ السلام) نے مکّہ کو حرم قرار دیا، اور میں مدینہ کے دونوں لابوں کے درمیان کو حرم قرار دیتا ہوں، اس کے (خود رو) درخت کو نہیں کاٹا جائے اور نہ اس کے شکار کو شکار کیا جائے۔

وضاحت: مذکورہ بالا دونوں حدیثوں میں مشرقی ومغربی حدود بیان کی گئی ہیں اور اگلی حدیث میں جنوبی وشمالی حدود بیان فرمائی ہیں۔

وَعَنْ عَلِيٍّ رضي الله عنه قَالَ النَّبِيُّ ﷺ: اَلْـمَـدِيْـنَةُ حَـرَمٌ مَا بَيْنَ عَيْرٍ إِلَى ثَوْرٍ، فَمَنْ أَحْـدَثَ فِيْهَـا حَـدَثًـا أَوْ آوَى مُحْدِثًا فَعَلَيْهِ لَعْنَةُ اللّٰهِ وَالْمَلَائِكَةِ وَالنَّاسِ أَجْمَعِيْنَ، لَا يَقْبَلُ اللّٰهُ مِنْهُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ صَرْفًا وَلَا عَدْلًا...... إلخ[2]

ترجمہ: حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا: مدینہ عیر اور ثور کے درمیان حرم ہے، پس جس کسی نے اس میں کوئی بدعت جاری کی یا بدعت کرنے والے کو پناہ دی تو اس پر اللہ کی، فرشتوں کی، اور تمام لوگوں کی لعنت ہے، قیامت میں اللہ اس کا نہ فریضہ قبول فرمائے گا، نہ نفل۔

تشریح: مدینہ منورہ میں کسی قسم کی بدعت جاری کرنا یا بدعتی کو پناہ دینا بہت خطرناک ہے، جیسا

---

[1] رواه مسلم، كتاب الحج، باب فضل المدينة، رقم الحديث: ١٣٦٥

[2] رواه البخاري، كتاب فضائل المدينة، رقم الحديث: ١٨٧٠. ومسلم، باب تحريم تولي العتيق غير مواليه، رقم الحديث: ١٣٧٠، واللفظ له.

کہ حدیث شریف سے معلوم ہوا اور اس حدیث میں جو وعید آئی ہے وہ ظالم کے لیے بھی ہے، جیسا کہ حافظ ابنِ حجر رحمۃ اللہ علیہ نے ''فتح الباری'' میں بعض اہلِ علم کا قول نقل کرتے ہوئے فرمایا ہے کہ حدث سے مراد ''ظلم'' ہے، علی ما قیل، اس لیے مدینہ طیّبہ میں کسی پر ذرا سا بھی ظلم نہ ہونے پائے، بڑی احتیاط سے یہاں سکونت اختیار کی جائے اور تمام آداب کو ملحوظ رکھا جائے۔

فضیلت نمبر-۴۵، ۴۶: مدینہ منورہ کے درخت کاٹنے کی ممانعت، اور اس کے شکار کی حرمت:

عَنْ سَعْدِ بْنِ أَبِي وَقَّاصٍ رضي الله عنه قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: إِنِّي أُحَرِّمُ مَا بَيْنَ لَابَتَيِ الْمَدِيْنَةِ أَنْ يُقْطَعَ عِضَاهُهَا أَوْ يُقْتَلَ صَيْدُهَا. رواه مسلم.[1]

ترجمہ: حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ میں نے مدینہ کے دونوں حرّوں کے درمیان کی جھاڑیاں کاٹنے کو اور شکار کرنے کو حرام قرار دیا ہے۔

تشریح: سابقہ چاروں احادیثِ مبارکہ سے معلوم ہوا کہ رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے مدینہ منورہ کو بھی حرم قرار دیا ہے، اور مدینہ منورہ کے مد اور صاع میں برکت کی دعا فرمائی ہے، بلکہ آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے مدینہ منورہ کے لیے مکّہ مکرمہ کی برکت پر مزید دوگنی برکت کی دعا فرمائی، جیسا کہ گزشتہ احادیث شریفہ میں وارد ہوا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ اس برکت کو اہلِ مدینہ خوب محسوس کرتے ہیں۔

فضیلت نمبر-۴۷، ۴۸: مدینہ منورہ برے آدمی کو نکال دیتا ہے اور اچھے آدمی کو نکھار دیتا ہے:

عَنْ جَابِرٍ رضي الله عنه: جَاءَ أَعْرَابِيٌّ إِلَى النَّبِيِّ ﷺ فَبَايَعَهُ عَلَى الْإِسْلَامِ، فَجَاءَ مِنَ الْغَدِ مَحْمُوْمًا فَقَالَ: أَقِلْنِي فَأَبَى ثَلَاثَ مِرَارٍ فَقَالَ: اَلْمَدِيْنَةُ كَالْكِيْرِ

---

[1] رواه مسلم، كتاب الحج، باب فضل المدينة ودعا، رقم الحديث: ١٣٦٦

تَنْفِي خَبَثَهَا وَيَنْصَعُ طِيبُهَا. رواه البخاري ومسلم.[1]

ترجمہ: حضرت جابر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ایک اعرابی نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں آیا اور مسلمان ہوگیا، پھر وہ دوسرے دن آیا بخار کی حالت میں اور کہنے لگا کہ میری بیعت توڑ دیجیے، اس نے تین مرتبہ اصرار کر کے کہا، نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے بیعت توڑنے سے اس کو منع فرمایا (اس کے نہ ماننے پر) ارشاد فرمایا کہ مدینہ بھٹی کی طرح ہے یہ برے کو نکال دیتا ہے اور اچھے کو خالص کردیتا ہے، یعنی نکھار دیتا ہے۔

وفي رواية له: أَلَا إِنَّ الْمَدِيْنَةَ كَالْكِيْرِ تُخْرِجُ الْخَبِيْثَ، لَا تَقُوْمُ السَّاعَةُ حَتَّى تَنْفِي الْمَدِيْنَةُ شِرَارَهَا كَمَا يَنْفِي الْكِيْرُ خَبَثَ الْحَدِيْدِ.[2]

ترجمہ: ایک روایت میں ہے کہ خبردار! مدینہ بھٹی کی طرح ہے جو خبیث کو نکال دیتا ہے، قیامت اس وقت تک قائم نہیں ہوگی جب تک مدینہ برے آدمی کو نہ نکال دے جس طرح بھٹی لوہے کے زنگ (میل کچیل) کو ختم کر دیتی ہے۔

وَعَنْ زَيْدِ بْنِ ثَابِتٍ رضي الله عنه يَقُوْلُ: لَمَّا خَرَجَ النَّبِيُّ ﷺ إِلَى أُحُدٍ رَجَعَ نَاسٌ مِنْ أَصْحَابِهِ، فَقَالَتْ فِرْقَةٌ: نَقْتُلُهُمْ وَقَالَتْ فِرْقَةٌ: لَا نَقْتُلُهُمْ فَنَزَلَتْ: ﴿فَمَا لَكُمْ فِى الْمُنٰفِقِيْنَ فِئَتَيْنِ﴾[3] الآية، وَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ: إِنَّهَا تَنْفِي الرِّجَالَ كَمَا تَنْفِي النَّارُ خَبَثَ الْحَدِيْدِ.[4]

ترجمہ: حضرت زید بن ثابت رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: جب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم غزوۂ احد کے موقع پر مدینہ سے باہر نکلے تو کچھ لوگ (منافقین) واپس آگئے، اس پر صحابہ کی ایک جماعت نے کہا کہ ہم ان (منافقین) کو قتل کر دیں گے، صحابہ کی دوسری جماعت نے کہا: ان کو قتل نہ کریں، اس پر قرآن پاک کی آیت: ﴿فَمَا لَكُمْ فِى الْمُنٰفِقِيْنَ فِئَتَيْنِ﴾ نازل ہوئی، اس پر نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے

---

[1] رواه البخاري، كتاب فضائل المدينه، باب المدينة تنفي الخبث، رقم الحديث: ٧٢١٦. ومسلم، كتاب الحج، باب المدينة تنفي شرارها، رقم الحديث: ١٣٨٣

[2] صحيح مسلم، كتاب الحج، رقم الحديث: ١٣٨١ [3] النساء: ٨٨

[4] صحيح البخاري، كتاب فضائل المدينة، باب المدينة تنفي الخبث، رقم الحديث: ١٨٨٤

ارشاد فرمایا: مدینہ (خود ہی) برے لوگوں کو نکال دے گا جس طرح بھٹی لوہے کے زنگ (میل) کو دور کر دیتی ہے۔

فضیلت نمبر-۴۹: مدینہ منورہ کی سکونت اختیار کرنا دنیا کے سبز و شاداب شہروں میں رہنے سے بہتر ہے:

عَنْ سُفْيَانَ بْنِ أَبِي زُهَيْرٍ ﷺ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: تُفْتَحُ الشَّامُ فَيَخْرُجُ مِنَ الْمَدِيْنَةِ قَوْمٌ بِأَهْلِيْهِمْ يَبُسُّوْنَ، وَالْمَدِيْنَةُ خَيْرٌ لَهُمْ لَوْ كَانُوْا يَعْلَمُوْنَ، ثُمَّ تُفْتَحُ الْيَمَنُ فَيَخْرُجُ مِنَ الْمَدِيْنَةِ قَوْمٌ بِأَهْلِيْهِمْ يَبُسُّوْنَ، وَالْمَدِيْنَةُ خَيْرٌ لَهُمْ لَوْ كَانُوْا يَعْلَمُوْنَ، ثُمَّ تُفْتَحُ الْعِرَاقُ فَيَخْرُجُ مِنَ الْمَدِيْنَةِ قَوْمٌ بِأَهْلِيْهِمْ يَبُسُّوْنَ، وَالْمَدِيْنَةُ خَيْرٌ لَهُمْ لَوْ كَانُوْا يَعْلَمُوْنَ.

رواه البخاري ومسلم.[1]

ترجمہ: حضرت سفیان بن ابوزہیر رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ شام فتح ہوگا، تو مدینہ سے کچھ لوگ اپنے اہل وعیال کو لے کر اور اپنے جانوروں کو ہانکتے ہوئے نکل کر چلے جائیں گے، کاش! وہ جانتے کہ ان کے لیے مدینہ بہتر تھا، پھر جب یمن فتح ہوگا تو پھر کچھ لوگ اپنے اہلِ خانہ کو لے کر اور اپنے جانوروں کو ہانکتے ہوئے مدینہ سے نکل جائیں گے، جب کہ مدینہ ان کے لیے بہتر تھا، کاش! وہ اس بات کو سمجھتے، اس کے بعد عراق فتح ہوگا، تو پھر کچھ لوگ ہوں گے جو اپنے گھر والوں کو لے کر اور اپنے جانوروں کو ہانکتے ہوئے مدینہ سے نکل جائیں گے، جب کہ ان کے لیے مدینہ بہتر جگہ تھی، کاش! وہ اس بات کو جانتے۔

تشریح: اس حدیث میں شام، یمن اور عراق کے فتح ہونے کی بشارت دی گئی، حافظ ابنِ عبدالبر رحمۃ اللہ علیہ نے لکھا ہے کہ یمن کا عہدِ نبوی صلی اللہ علیہ وسلم اور عہدِ صدیقی میں فتح کا ترتیب وار بیان گویا نبوت کے اہم دلائل میں سے ہے، اس لیے کہ ان ممالک کی فتوحات اسی ترتیب سے واقع ہوئیں جس طرح نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے بیان فرمائیں۔ نیز حدیث میں بیان کی گئی ایک دوسری

[1] صحيح البخاري، كتاب الحج، باب فضل المدينة، رقم الحديث: ١٣٨٩

دلیلِ نبوت یہ ہے کہ بالکل ویسا ہی ہوا جیسا کہ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: چناں چہ بعض لوگ ان ممالک میں خوش حالی اور آسودگی دیکھ کر مدینہ چھوڑ کر چلے گئے، اور اگر وہ مدینہ کی سکونت پر صبر کرتے تو ان کے لیے بہتر ہوتا۔

فضیلت نمبر-۵۰: مدینہ منورہ سے جو بے رغبت ہو کر نکلے گا تو اللہ تعالیٰ اس کے بدلے اس سے بہتر آدمی کو مدینہ منورہ میں آباد فرمادے گا:

وَعَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رضي الله عنه أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ: يَأْتِي عَلَى النَّاسِ زَمَانٌ يَدْعُوْ الرَّجُلُ اِبْنَ عَمِّهٖ وَقَرِيْبَهُ هَلُمَّ إِلَى الرَّخَاءِ هَلُمَّ إِلَى الرَّخَاءِ وَالْمَدِيْنَةُ خَيْرٌ لَهُمْ لَوْ كَانُوْا يَعْلَمُوْنَ، وَالَّذِي نَفْسِي بِيَدِهٖ لَا يَخْرُجُ مِنْهُمْ أَحَدٌ رَغْبَةً عَنْهَا إِلَّا أَخْلَفَ اللّٰهُ فِيْهَا خَيْرًا مِنْهُ، أَلَا إِنَّ الْمَدِيْنَةَ كَالْكِيْرِ تُخْرِجُ الْخَبِيْثَ، لَا تَقُوْمُ السَّاعَةُ حَتّٰى تَنْفِيَ الْمَدِيْنَةُ شِرَارَهَا كَمَا يَنْفِي الْكِيْرُ خَبَثَ الْحَدِيْدِ.[1]

ترجمہ: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ رسول اللہ ﷺ کا ارشاد نقل کرتے ہیں کہ لوگوں پر ایک ایسا زمانہ آئے گا کہ وہ دوسرے شہروں کی ثروت وخوش حالی دیکھ کر اپنے رشتہ داروں کو (مدینہ سے) وہاں بلالیں گے، حالاں کہ ان کے لیے مدینہ کا قیام بہتر ہوگا، کاش! وہ اس کو جانتے، اللہ کی قسم! جو شخص مدینہ کے قیام سے اعراض کر کے (یعنی بددل ہو کر) نکلے گا اللہ پاک اس کا نعم البدل ان کے لیے یہاں تجویز فرمائے گا۔ بے شک مدینہ بھٹی کی طرح ہے، یہ برے کو دور کردے گا، قیامت اس وقت تک قائم نہیں ہوگی جب تک بروں کو یہ نکال نہ دے جس طرح بھٹی لوہے کے زنگ (میل) کو دور کردیتی ہے۔

تشریح: اس حدیث شریف سے یہ معلوم ہوا کہ مدینہ منورہ قیامت سے پہلے برے لوگوں کو نکال پھینکے گا، اس میں صرف اچھے ہی لوگ رہ جائیں گے، یہ بات تو حدیث شریف سے واضح معلوم ہوگئی۔ اور اس حدیث کو سامنے رکھ کر یہ بات بھی کہی جاسکتی ہے (واللہ اعلم) کہ جو شری آدمی تھا

[1] رواه مسلم، كتاب الحج، باب المدينة تنفي شرارها، رقم الحديث: ١٣٨٥

اور وہ مدینہ میں مرگیا اور بقیع شریف میں دفن کردیا گیا تو اس کو بھی دفن کرنے کے بعد بقیع شریف سے نکال دیا جاتا ہو۔ (واللہ اعلم بالصواب)

فضیلت نمبر-۵۱: آخر زمانہ میں برے لوگوں کو نکالنے کے لیے مدینہ منورہ میں تین مرتبہ زلزلہ آئے گا، اور ہر کافر و منافق یہاں سے نکل کر بھاگ جائے گا:

عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ ﷺ، عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: لَيْسَ مِنْ بَلَدٍ إِلَّا سَيَطَؤُهُ الدَّجَّالُ إِلَّا مَكَّةَ وَالْمَدِيْنَةَ، لَيْسَ لَهُ مِنْ نِقَابِهَا نَقَبٌ إِلَّا عَلَيْهِ الْمَلَائِكَةُ صَافِّيْنَ يَحْرُسُوْنَهَا ثُمَّ تَرْجُفُ الْمَدِيْنَةُ بِأَهْلِهَا ثَلَاثَ رَجَفَاتٍ، فَيُخْرِجُ اللّٰهُ كُلَّ كَافِرٍ وَمُنَافِقٍ.[1]

ترجمہ: حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ نبی انور صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد نقل کرتے ہیں کہ مکہ اور مدینہ کے علاوہ کوئی شہر ایسا نہیں ہوگا جہاں دجال نہ گذرے، ان دونوں شہروں (مکہ و مدینہ) پر فرشتے ان کی حفاظت کے لیے مقرر ہیں، پھر مدینہ میں تین مرتبہ زلزلہ آئے گا، پس اللہ ہر کافر اور منافق کو نکال دے گا۔

فضیلت نمبر-۵۲، ۵۳: مدینہ منورہ میں نہ دجال داخل ہوگا اور نہ طاعون پھیلے گا:

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ ﷺ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: عَلَى أَنْقَابِ الْمَدِيْنَةِ مَلَائِكَةٌ، لَا يَدْخُلُهَا الطَّاعُوْنُ وَلَا الدَّجَّالُ. متفق عليه.[2]

ترجمہ: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ مدینہ کے پہاڑی راستوں پر فرشتے حفاظت کے لیے مقرر ہیں، جن کی وجہ سے نہ تو طاعون مدینہ میں داخل ہوسکتا ہے اور نہ دجال داخل ہوسکے گا۔

---

[1] صحيح البخاري، كتاب فضائل المدينة، باب لا يدخل الدجال المدينة، رقم الحديث: ١٨٨١

[2] صحيح البخاري، كتاب فضائل المدينة، باب لا يدخل الدجال المدينة، رقم الحديث: ١٨٨٠، ومسلم، كتاب الحج، باب صيانة المدينة من دخول الطاعون والدجال إليها، رقم الحديث: ١٣٧٩

وَعَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ رضی اللہ عنہ، عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: اَلْمَدِيْنَةُ يَأْتِيهَا الدَّجَّالُ فَيَجِدُ الْمَلَائِكَةَ يَحْرُسُوْنَهَا فَلَا يَقْرَبُهَا الدَّجَّالُ. قَالَ: وَلَا الطَّاعُوْنُ إِنْ شَاءَ اللّٰهُ.[1]

ترجمہ: حضرت انس رضی اللہ عنہ کی روایت میں ہے کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ دجال مدینہ کی طرف آئے گا، لیکن وہاں فرشتوں کو حفاظت پر مامور پاکر مدینہ کے اندر نہیں آسکے گا، اور ان شاء اللہ طاعون بھی نہیں آسکے گا۔

فضیلت نمبر-۵۴: مدینہ منورہ میں دجال کا رعب بھی داخل نہیں ہوگا:

عَنْ أَبِي بَكْرَةَ رضی اللہ عنہ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: لَا يَدْخُلُ الْمَدِيْنَةَ رُعْبُ الْمَسِيْحِ الدَّجَّالِ، لَهَا يَوْمَئِذٍ سَبْعَةُ أَبْوَابٍ، عَلَى كُلِّ بَابٍ مَلَكَانِ.[2]

ترجمہ: حضرت ابوبکرہ رضی اللہ عنہ سے اللہ تعالیٰ کے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد منقول ہے کہ مدینہ میں کانے دجال کا رعب داخل نہیں ہوگا، دجال کے فتنہ کے وقت مدینہ کے سات دروازے ہوں گے اور ہر دروازہ پر دو فرشتے حفاظت کے لیے مقرر ہوں گے۔

فائدہ: اس حدیث شریف سے معلوم ہوا کہ مدینہ منورہ کا قیام کتنی بڑی نعمت ہے کہ اہلِ مدینہ دجال کے فتنے سے محفوظ رہیں گے، یہ دجال کا فتنہ اتنا خطرناک ہے کہ ہر نبی نے اپنی قوم کو اس سے ڈرایا ہے، ایسے خطرناک فتنے سے اہلِ مدینہ محفوظ رہیں گے اور ان کے قلوب مطمئن رہیں گے، کیوں کہ دجال کا رعب بھی مدینہ طیّبہ میں داخل نہ ہوگا۔ لہٰذا خود بھی مدینہ منورہ میں مستقل رہائش کی کوشش کرنی چاہیے اور اپنی آل اولاد کو یہاں بسانا چاہیے، لیکن تقوی کے ساتھ یہاں رہنا ضروری ہے، تقوی اختیار کرنا تو ہر جگہ ضروری ہے، لیکن حرمین شریفین میں تقوی اختیار کرنا تو اور زیادہ ضروری ہے، یہاں رہنے کے بڑے آداب ہیں، ان کو ملحوظ رکھا جائے، ہر عمل سنت کے مطابق ہو، کوئی عمل خلافِ سنت نہ ہو، واللہ ولی التوفیق۔

---

[1] بخاري، كتاب الفتن، باب لا يدخل الدجال المدينة، رقم الحديث: ٧٤٧٣

[2] بخاري، كتاب فضائل المدينة، باب لا يدخل الدجال المدينة، رقم الحديث: ١٨٧٩

فضیلت نمبر-۵۵، ۵۶: مدینہ منورہ سے ایک ایسا شخص نکلے گا جو افضل لوگوں میں سے ہوگا، اور اس کی شہادت اللہ کے نزدیک بہت عظیم ہوگی، اور لوگوں کو کانے دجال سے ڈرائے گا:

عَنْ أَبِي سَعِيْدِ الْخُدْرِيِّ ﷺ قَالَ: حَدَّثَنَا رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ يَوْمًا حَدِيْثًا طَوِيْلًا عَنِ الدَّجَّالِ فَكَانَ فِيمَا حَدَّثَنَا قَالَ: يَأْتِي وَهُوَ مُحَرَّمٌ عَلَيْهِ أَنْ يَدْخُلَ نِقَابَ الْمَدِيْنَةِ فَيَنْتَهِي إِلَى بَعْضِ السِّبَاخِ الَّتِي تَلِي الْمَدِيْنَةَ، فَيَخْرُجُ إِلَيْهِ يَوْمَئِذٍ رَجُلٌ هُوَ خَيْرُ النَّاسِ أَوْ مِنْ خَيْرِ النَّاسِ فَيَقُوْلُ لَهُ: أَشْهَدُ أَنَّكَ الدَّجَّالُ الَّذِي حَدَّثَنَا رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ حَدِيْثَهُ، فَيَقُوْلُ الدَّجَّالُ: أَرَأَيْتُمْ إِنْ قَتَلْتُ هَذَا ثُمَّ أَحْيَيْتُهُ أَتَشُكُّوْنَ فِي الْأَمْرِ؟ فَيَقُوْلُوْنَ: لَا، قَالَ: فَيَقْتُلُهُ ثُمَّ يُحْيِيْهِ، فَيَقُوْلُ حِيْنَ يُحْيِيْهِ: وَاللّٰهِ، مَا كُنْتُ فِيْكَ قَطُّ أَشَدَّ بَصِيْرَةً مِنِّي الْآنَ، قَالَ: فَيُرِيْدُ الدَّجَّالُ أَنْ يَقْتُلَهُ فَلَا يُسَلَّطُ عَلَيْهِ. قَالَ أَبُوْ إِسْحَاقَ: يُقَالُ: إِنَّ هَذَا الرَّجُلَ هُوَ الْخَضِرُ عليه السلام.[1] (رواه مسلم) وفي رواية له: فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: أَعْظَمُ النَّاسِ شَهَادَةً عِنْدَ رَبِّ الْعَالَمِيْنَ. رواه مسلم.[2]

ترجمہ: حضرت ابو سعید خدری سے روایت ہے کہ ایک دن رسول اللہ ﷺ نے ہمیں دجال کے بارے میں لمبی حدیث بیان فرمائی، اس حدیث کا ایک حصہ یہ ہے کہ دجال (مدینہ کی طرف) آئے گا اور اس پر یہ بات حرام کردی گئی ہے کہ مدینہ میں داخل ہو، پس وہ مدینہ کے قریب ایسی زمین پر پہنچے گا جو سرخی کی طرف مائل ہے، سو اس کی طرف اس دن ایسا شخص نکلے گا جو افضل لوگوں میں سے ہوگا اور اس سے کہے گا کہ بے شک تو دجال ہے جس کے بارے میں ہمیں رسول اللہ ﷺ نے حدیث بیان فرمائی تھی، تو دجال لوگوں سے کہے گا کہ تم بتاؤ کہ اگر میں اس کو قتل کردوں اور پھر اس کو زندہ کردوں تو کیا تم میرے بارے میں شک کروگے؟ تو لوگ کہیں

[1] رواه مسلم، كتاب الفتن وأشراط الساعة، باب في صفة الدجال، رقم الحديث: ۲۹۳۹

[2] صحيح مسلم، الكتاب والباب السابقان

گے کہ نہیں، پھر دجال اس شخص کو قتل کردے گا اور پھر زندہ کرے گا، تو اس وقت یہ شخص کہے گا کہ اللہ کی قسم! اب تو مجھے تیرے بارے میں اور زیادہ بصیرت حاصل ہوگئی (کہ تو دجال ہے)، پھر دجال اسے قتل کرنا چاہے گا تو نہیں کرسکے گا۔ ابو اسحاق رحمۃ اللہ علیہ کا بیان ہے کہ کہا جاتا ہے کہ یہ شخص حضرت خضر علیہ السلام ہوں گے۔ "مسلم شریف" کی دوسری روایت میں ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ یہ شخص رب العالمین کے نزدیک سب سے عظیم شہادت والا ہوگا۔

وضاحت: حدیث شریف میں یہ جو فرمایا: اس کی طرف (یعنی دجال کی طرف) ایسا شخص نکلے گا جو افضل لوگوں میں سے ہوگا۔ اس حدیث شریف کے سیاق سے یہ ظاہر ہورہا ہے یہ شخص مدینہ منورہ سے نکلے گا، واللہ اعلم بالصواب۔

فضیلت نمبر-۵۷، ۵۸: مدینہ منورہ کا اُحد پہاڑ آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے محبّت کرتا ہے اور آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم اس سے محبّت کرتے ہیں:

عَنْ أَبِي حُمَيْدٍ رضي الله عنه قَالَ: أَقْبَلْنَا مَعَ النَّبِيِّ ﷺ مِنْ غَزْوَةِ تَبُوْكَ حَتَّى إِذَا أَشْرَفْنَا عَلَى الْمَدِيْنَةِ قَالَ: هَذِهِ طَابَةٌ، وَهَذَا أُحُدٌ جَبَلٌ يُحِبُّنَا وَنُحِبُّهُ.[1]

ترجمہ: حضرت ابوحمید رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ہم غزوۂ تبوک سے واپس مدینہ لوٹ کر آرہے تھے، جب مدینہ کے قریب پہنچے تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: یہ طابہ ہے، یہ جبلِ احد ہے جو ہم سے محبّت کرتا ہے اور ہم اس سے محبّت کرتے ہیں۔

فضیلت نمبر-۵۹: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی تشریف آوری پر اُحد پہاڑ کا خوشی میں جنبش کرنا:

عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ رضي الله عنه قَالَ: صَعِدَ النَّبِيُّ ﷺ أُحُدًا وَمَعَهُ أَبُوْ بَكْرٍ وَعُمَرُ وَعُثْمَانُ، فَرَجَفَ بِهِمْ فَضَرَبَهُ بِرِجْلِهِ وَقَالَ: اُثْبُتْ يَا أُحُدُ، فَمَا عَلَيْكَ إِلَّا نَبِيٌّ أَوْ صِدِّيْقٌ أَوْ شَهِيْدَانِ.[2]

ترجمہ: حضرت انس رضی اللہ عنہ کی روایت ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم احد پہاڑ کے اوپر تشریف لے گئے،

---

[1] صحيح البخاري، كتاب المغازي، باب نزول النبي ﷺ الحجر، رقم الحديث: ٧٤٧٣

[2] صحيح البخاري، كتاب المناقب، باب مناقب عمر بن الخطاب، رقم الحديث: ٣٤٨٣

اور آپ ﷺ کے ساتھ حضرت ابوبکر، حضرت عمر اور حضرت عثمان رضی اللہ عنہم بھی تھے، تو احد پہاڑ نے جنبش کی، آپ ﷺ نے پہاڑ پر اپنا پاؤں مبارک مار کر فرمایا کہ ٹھہر جا! تیرے اوپر (اس وقت) ایک نبی، ایک صدیق اور دو شہید ہیں۔

فائدہ: یہ حدیث نبی اکرم ﷺ کے دلائلِ نبوت میں سے ہے کہ جیسا فرمایا ویسا ہی ہوا کہ ان دونوں حضرات یعنی حضرت عمر اور حضرت عثمان رضی اللہ عنہما نے جامِ شہادت نوش کیا۔

وَعَنْ سَهْلِ بْنِ سَعْدٍ رضي الله عنه قَالَ: اِرْتَجَّ أُحُدٌ وَعَلَيْهِ النَّبِيُّ ﷺ وَأَبُوْ بَكْرٍ وَعُمَرُ وَعُثْمَانُ، فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ: اُثْبُتْ أُحُدُ، مَا عَلَيْكَ إِلَّا نَبِيٌّ وَصِدِّيْقٌ وَشَهِيْدَانِ.[1]

ترجمہ: حضرت سہل بن سعد رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ احد زور سے جنبش کرنے لگا جب کہ اس پر نبی اکرم ﷺ اور حضرت ابوبکر اور حضرت عمر اور حضرت عثمان رضی اللہ عنہم تھے، سو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ ٹھہر جا اے احد! کیوں کہ تجھ پر ایک نبی اور ایک صدیق اور دو شہید ہیں۔

فائدہ: احد پہاڑ کا جنبش کرنا رسول اکرم ﷺ سے محبّت ظاہر کرنے کے لیے تھا، یعنی جبل اتنا خوش ہوا کہ خوشی میں ہلنے لگا، اور کیوں نہ خوش ہوتا اس پر تو اللہ تعالیٰ کے سب سے پیارے نبی امام الانبیاء حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ تشریف لائے ہیں، اس کی تو خوشی کی انتہا نہ رہی، اور جب آں حضرت ﷺ نے اس پر اپنا قدم مبارک مار کر فرمایا کہ ٹھہر جا! تو وہ فوراً ٹھہر گیا، یہ اس کا ٹھہر جانا تعمیلِ حکم میں تھا، طاعت میں تھا، فرماں برداری میں تھا، انسانوں کو بھی اس سے سبق سیکھ لینا چاہیے کہ رسول اللہ ﷺ کی محبّت اور طاعت میں کوئی کسر نہ رکھیں۔ محبّت وطاعت میں تلازم ہے، رسول اللہ ﷺ سے صحیح معنی میں محبّت کرنے والا آں حضرت ﷺ کا مطیع بھی ہوتا ہے۔

فضیلت نمبر–۶۰: رسول اللہ ﷺ کا شہدائے اُحد کی زیارت فرمانا:

عَنْ عُقْبَةَ بْنِ عَامِرٍ رضي الله عنه: أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ خَرَجَ يَوْمًا فَصَلَّى عَلَى أَهْلِ أُحُدٍ

---

[1] رواه أحمد: ٣٣١/٥، وأبو يعلى: ٤٩١/٦، ورجاله رجال الصحيح كما في "مجمع الزوائد"، وصححه ابن حبان: ١٤٤/٨

صَلَاتَهُ عَلَى الْمَيِّتِ، ثُمَّ انْصَرَفَ إِلَى الْمِنْبَرِ فَقَالَ: إِنِّي فَرَطٌ لَكُمْ وَأَنَا شَهِيدٌ عَلَيْكُمْ، وَإِنِّي وَاللّٰهِ لَأَنْظُرُ إِلَى حَوْضِي الْآنَ، وَإِنِّي أُعْطِيْتُ مَفَاتِيْحَ خَزَائِنِ الْأَرْضِ أَوْ مَفَاتِيْحَ الْأَرْضِ، وَإِنِّي وَاللّٰهِ مَا أَخَافُ عَلَيْكُمْ أَنْ تُشْرِكُوْا بَعْدِي وَلٰكِنْ أَخَافُ عَلَيْكُمْ أَنْ تَنَافَسُوْا فِيْهَا (أَيْ فِي الدُّنْيَا).[1]

ترجمہ: حضرت عقبہ بن عامر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ایک روز تشریف لائے اور اُحد کے شہدا پر اس طرح نمازِ جنازہ پڑھی جس طرح نمازِ جنازہ پڑھی جاتی ہے، پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم منبر کی طرف تشریف لے گئے اور فرمایا کہ میں حوض پر تم سے پہلے پہنچنے والا ہوں، اور مجھے زمین کے خزانوں کی چابیاں دے دی گئی ہیں، مجھے تمہارے بارے میں میرے بعد شرک میں ابتلا کا ڈر نہیں، لیکن مجھے تمہارے بارے میں یہ خدشہ ہے کہ تم دنیا داری میں منہمک ہو جاؤ گے، اور اس میں ایک دوسرے سے سبقت لے جانے کی کوشش کرو گے۔

فضیلت نمبر-۶۱: سفر سے واپسی پر مدینہ منورہ پہنچنے کے بعد گھر جانے سے پہلے مسجدِ نبوی شریف میں دو رکعت ادا کرنا:

عَنْ مُسْلِمِ بْنِ أَسْلَمَ أَخِي بَنِي الْحَارِثِ بْنِ الْخَزْرَجِ قَالَ: قَالَ لَنَا رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: مَنْ هَبَطَ مِنْكُمْ إِلَى هٰذِهِ الْقَرْيَةِ فَلَا يَرْجِعَنَّ إِلَى أَهْلِهِ حَتَّى يَرْكَعَ رَكْعَتَيْنِ فِي هٰذَا الْمَسْجِدِ ثُمَّ يَرْجِعُ إِلَى أَهْلِهِ.[2]

ترجمہ: حضرت مسلم بن اسلم رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہم سے فرمایا کہ تم میں سے جو اس بستی میں جائے سو ہرگز نہ لوٹے اپنے گھر والوں کی طرف، جب تک کہ دو رکعت نہ پڑھ لے اس مسجد (مسجدِ نبوی شریف) میں، پھر اپنے گھر والوں کی طرف لوٹے۔

فائدہ: في هذا المسجد سے مراد بظاہر مسجدِ نبوی شریف ہے۔

[1] رواه البخاري، كتاب الجنائز، باب الصلاة على الشهيد، رقم الحديث: ١٣٤٤

[2] رواه الطبراني في "الكبير": ١٩/٤٣٥، رقم الحديث: ١٠٥٥، وأبو نعيم وإسناده حسن.

فضیلت نمبر-٦٢: اہلِ مدینہ کے ساتھ برائی کرنے والوں کے لیے سخت وعیدوں کا بیان:

عَنْ سَعْدِ بْنِ أَبِي وَقَّاصٍ رضي الله عنه قَالَ: سَمِعْتُ النَّبِيَّ ﷺ يَقُوْلُ: لَا يَكِيْدُ أَهْلَ الْمَدِيْنَةِ أَحَدٌ إِلَّا انْمَاعَ كَمَا يَنْمَاعُ الْمِلْحُ فِي الْمَاءِ.[1]

ترجمہ: حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سنا کہ جو کوئی بھی مدینہ والوں کے ساتھ مکر کرے گا وہ ایسا گھل جائے گا جیسے پانی میں نمک گھل جاتا ہے۔

وفی لفظ عنده: وَلَا يُرِيْدُ أَحَدٌ أَهْلَ الْمَدِيْنَةِ بِسُوْءٍ إِلَّا أَذَابَهُ اللّٰهُ فِي النَّارِ ذَوْبَ الرَّصَاصِ أَوْ ذَوْبَ الْمِلْحِ فِي الْمَاءِ.

اور "بخاری" کی دوسری روایت میں یوں بھی ہے کہ جو کوئی اہلِ مدینہ کے ساتھ برائی کرے گا اللہ تعالی اس کو آگ میں ایسا پگھلا دے گا جیسا سیسہ آگ میں پگھل جاتا ہے یا نمک پانی میں پگھل جاتا ہے۔

وفی روایة مسلم: مَنْ أَرَادَ أَهْلَ الْمَدِيْنَةِ بِسُوْءٍ أَذَابَهُ اللّٰهُ كَمَا يَذُوْبُ الْمِلْحُ فِي الْمَاءِ.[2]

فضیلت نمبر-٦٣: اہلِ مدینہ کا مقام کہ جس نے اہلِ مدینہ کو ڈرایا گویا اس نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے دل کو ڈرایا:

وَعَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ رضي الله عنهما قَالَ: سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ يَقُوْلُ: مَنْ أَخَافَ أَهْلَ الْمَدِيْنَةِ فَقَدْ أَخَافَ مَا بَيْنَ جَنْبَيَّ. رواه الإمام أحمد بإسناد صحيح.[3]

---

[1] رواه البخاري، كتاب الحج، باب فضائل المدينة، رقم الحديث: ١٨٨٧

[2] صحيح مسلم، كتاب الحج، باب من أراد بأهل المدينة بسوء أذابه الله، رقم الحديث: 1487

[3] مسند أحمد، مسند جابر بن عبد الله رضي الله عنه، رقم الحديث: ١٤٨٦٠، مصنف ابن أبي شيبة، رقم الحديث: ٢٣٤٢٧

ترجمہ: حضرت جابر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد سنا ہے کہ جس نے اہل مدینہ کو ڈرایا تو اس نے اس کو ڈرایا جو میرے دونوں پہلوؤں کے درمیان میں ہے، (یعنی میرے دل کو ڈرایا)۔

فضیلت نمبر-۶۴: مدینہ طیبہ میں سب سے بڑے عالم ہونے کی بشارت:

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رضي الله عنه قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صلى الله عليه وسلم: يُوْشِكُ النَّاسُ أَنْ يَضْرِبُوْا أَكْبَادَ الْإِبِلِ فَلَا يَجِدُوْنَ عَالِمًا أَعْلَمَ مِنْ عَالِمِ الْمَدِيْنَةِ. رواه أحمد والترمذي والحاكم.[1]

ترجمہ: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد نقل کرتے ہیں کہ عن قریب لوگ اونٹوں کے ذریعہ دور دراز کا سفر کر کے آئیں گے، سو ان کو مدینہ کے عالم سے بڑھ کر کوئی عالم نہیں ملے گا۔

تشریح: وہ بڑا عالم جس کے بارے میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ فرمانِ عالی ہے اس سے کون مراد ہے؟ اس کے بارے میں امام ترمذی فرماتے ہیں:

وقد روي عن ابن عيينة أنه قال في هذا: سئل مَن عالم المدينة؟ فقال: إنه مالك بن أنس، وقال إسحاق بن موسى: سمعت ابن عيينة يقول: هو العمري الزاهد واسمه عبد العزيز بن عبد الله، وسمعت يحيى بن موسى يقول: قال عبد الرزاق: هو مالك بن أنس، والعمري هو عبد العزيز بن عبد الله من ولد عمر بن الخطاب رضي الله عنه

ترجمہ: اب یہ مدینہ کے عالم کون ہیں جن کے بارے میں اس حدیث شریف میں خوش خبری دی گئی ہے؟ امام ترمذی نے نقل کیا ہے کہ حضرت ابنِ عیینہ نے فرمایا کہ یہ امام مالک بن انس ہیں، اور حضرت اسحاق بن موسیٰ کا بیان ہے کہ ابنِ عیینہ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے کہ وہ عمری زاہد ہے اور

---

[1] رواه الإمام أحمد: ٢/٢٩٩، والترمذي: ٢/٦٨٠، وقال: هذا حديث حسن، والحاكم: ١/٩٠، وصححه ووافقه الذهبي.

ان کا نام عبد العزیز بن عبد اللہ ہے، اور حضرت یحییٰ بن موسیٰ امام عبد الرزاق رحمۃ اللہ علیہ سے نقل کرتے ہیں کہ وہ امام مالک رحمۃ اللہ علیہ ہے اور عمری وہ عبد العزیز بن عبد اللہ رحمۃ اللہ علیہ ہیں جو حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی اولاد میں سے ہیں۔

فضیلت نمبر-۶۵: مدینہ منورہ محفوظ قلعہ ہے:

عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ رضي الله عنهما أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ: رَأَيْتُ كَأَنِّي فِي دِرْعٍ حَصِيْنَةٍ، وَرَأَيْتُ بَقَرًا مُنْحَرَةً، فَأَوَّلْتُ أَنَّ الدِّرْعَ الْحَصِيْنَةَ الْمَدِيْنَةُ، وَأَنَّ الْبَقَرَةَ نَفَرٌ، وَاللّٰهُ خَيْرٌ. رواه الإمام أحمد.[1]

ترجمہ: حضرت جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ میں نے دیکھا کہ میں ایک مضبوط قلعہ میں ہوں، اور میں نے ذبح شدہ گائے دیکھی، تو میں نے مضبوط قلعہ کی تعبیر مدینہ کردی، اور بقر سے مراد جماعت ہے، اور اللہ بہتر ہی فرمانے والے ہیں۔

فائدہ: اس حدیث شریف سے کئی باتیں معلوم ہوئیں:

ایک یہ کہ مدینہ منورہ محفوظ قلعہ ہے، یعنی اس میں رہنا فتنوں سے، تکالیف سے محفوظ رہنے کا باعث ہے۔

دوم یہ کہ آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے جو مذبوحہ گائے دیکھی اس میں اس جانب اشارہ تھا کہ صحابہ رضی اللہ عنہم کی ایک جماعت اس غزوہ (یعنی غزوۂ احد) میں مقتول ہوگی، یعنی جامِ شہادت نوش کرے گی، اور یہ جو فرمایا کہ ''واللہ خیر''، اس میں اس طرف اشارہ ملتا ہے کہ مؤمن کے لیے ہر حال میں بہتر ہی کا فیصلہ ہوتا ہے، اگر جہاد سے صحیح سالم واپس آگیا تو اجر وغنیمت لے کر واپس آتا ہے، اور اگر جامِ شہادت نوش کرلیا تو شہید کے لیے جو فضیلتیں ہیں وہ اتنی عظیم ہیں کہ ہر ایمان والے کو اس پر رشک ہوتا ہے، اور یہ بھی اس کے لیے بڑی کامیابی اور خیر ہے۔

---

[1] مسند الإمام أحمد: ۳۵۱/۳ بإسناد صحيح

فضیلت نمبر-٦٦: آں حضرت ﷺ کی دعا کی برکت سے مدینہ منورہ کی طرف لوگوں کے قلوب کا کھنچنا:

عَنْ جَابِرٍ ﷺ قَالَ: سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ يَوْمًا، وَنَظَرَ إِلَى الشَّامِ فَقَالَ: اَللّٰهُمَّ أَقْبِلْ بِقُلُوْبِهِمْ، وَنَظَرَ إِلَى الْعِرَاقِ فَقَالَ نَحْوَ ذَلِكَ، وَنَظَرَ قِبَلَ كُلِّ أُفُقٍ فَفَعَلَ ذَلِكَ، وَقَالَ: اَللّٰهُمَّ ارْزُقْنَا مِنْ ثَمَرَاتِ الْأَرْضِ، وَبَارِكْ لَنَا فِي مُدِّنَا وَصَاعِنَا. رواه أحمد.[1]

ترجمہ: حضرت جابر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے ایک دن سنا اور اس وقت آپ ﷺ (ملکِ) شام کی طرف نظر فرما رہے تھے: اے اللہ! اہلِ شام کے قلوب متوجہ فرما دیجیے، پھر ملک عراق کی طرف دیکھا اور فرمایا: اے اللہ! ان کے دل متوجہ فرما دیجیے، پھر ہر طرف دیکھ کر یہی ارشاد فرمایا، پھر فرمایا: اے اللہ! زمین کے پھلوں میں ہمارے لیے برکت عطا فرمایے اور ہمارے مد اور صاع میں برکت عطا فرمایے۔

تشریح: یہ آں حضرت ﷺ کی دعا کے ثمرات وبرکات ہیں کہ ہر مسلمان کا دل مدینہ منورہ کی طرف کھنچتا ہے، اور مدینہ منورہ کا نام سن کر بے چین ہو جاتا ہے، اور مدینہ منورہ سے اور اہلِ مدینہ سے والہانہ محبّت کا ہونا یہ دعائے نبوی کے ثمرات ہیں۔

فضیلت نمبر-٦٧، ٦٨: آں حضرت ﷺ کی دعا کی برکت سے مدینہ منورہ کی آب وہوا خوب عمدہ ہوگئی اور اس کا بخار جحفہ منتقل ہوگیا:

عَنْ عَائِشَةَ ﷺ أَنَّهَا قَالَتْ: لَمَّا قَدِمَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ الْمَدِيْنَةَ وَعَكَ أَبُوْ بَكْرٍ وَبِلَالٌ ﷺ قَالَتْ: دَخَلْتُ عَلَيْهِمَا قُلْتُ: يَا أَبَتِ، كَيْفَ تَجِدُكَ؟ وَيَا بِلَالُ، كَيْفَ تَجِدُكَ؟ قَالَتْ: وَكَانَ أَبُوْ بَكْرٍ إِذَا أَخَذَتْهُ الْحُمَّى يَقُوْلُ:

كُلُّ امْرِئٍ مُصَبَّحٌ فِي أَهْلِهِ
وَالْمَوْتُ أَدْنَى مِنْ شِرَاكِ نَعْلِهِ

[1] رواه الإمام أحمد: ٣٤٢/٣، والبزار: ٥١/٢ بإسناد حسن والبخاري في "الأدب المفرد": ٢٨٢

وَكَانَ بِلَالٌ إِذَا أَقْلَعَتْ عَنْهُ يَقُولُ:

أَلَا لَيْتَ شِعْرِي هَلْ أَبِيتَنَّ لَيْلَةً
بِوَادٍ وَحَوْلِي إِذْخِرٌ وَجَلِيلُ
وَهَلْ أَرِدَنْ يَوْمًا مِيَاهَ مَجَنَّةٍ
وَهَلْ تَبْدُوَنْ لِي شَامَةٌ وَطَفِيلُ

قَالَتْ عَائِشَةُ ﵂: فَجِئْتُ إِلَى رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ فَأَخْبَرْتُهُ، فَقَالَ: اَللّٰهُمَّ حَبِّبْ إِلَيْنَا الْمَدِيْنَةَ كَحُبِّنَا مَكَّةَ أَوْ أَشَدَّ، اَللّٰهُمَّ وَصَحِّحْهَا وَبَارِكْ لَنَا فِي مُدِّهَا وَصَاعِهَا وَانْقُلْ حُمَّاهَا فَاجْعَلْهَا بِالْجُحْفَةِ. رواه البخاري.[1]

ترجمہ: حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مدینہ تشریف لائے تو حضرت ابو بکر صدیق اور حضرت بلال رضی اللہ عنہما کو تیز بخار آ گیا، فرماتی ہیں کہ میں ان دونوں حضرات کے پاس آئی اور پوچھا: ابا جان! آپ کا کیا حال ہے؟ اور اے بلال! آپ کا کیا حال ہے؟ فرماتی ہیں کہ جب حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کو بخار چڑھتا تھا تو یہ (شعر) پڑھتے تھے:

كُلُّ امْرِئٍ مُصَبَّحٌ فِي أَهْلِهِ
وَالْمَوْتُ أَدْنَى مِنْ شِرَاكِ نَعْلِهِ

ہر شخص اپنے گھر والوں میں صبح بخیر کہا جاتا ہے۔ حالاں کہ موت اس کے جوتے کے تسمہ سے بھی زیادہ قریب ہے۔

یعنی ہر شخص کو صبح کے وقت دوسرے لوگ صبح بخیر کی دعا دیتے ہیں، لیکن موت کا کسی کو پتہ نہیں کب آ کھڑی ہو، اور وہ (موت) انسان سے اتنے قریب ہے کہ اس کے جوتے کا تسمہ بھی قدم سے اتنا قریب نہیں۔

اور حضرت بلال کو جب بخار سے افاقہ ہوتا تھا تو مکّہ مکرمہ کو یاد کر کے یوں شعر پڑھتے:

أَلَا لَيْتَ شِعْرِي هَلْ أَبِيتَنَّ لَيْلَةً

کاش! مجھے معلوم ہو جائے کہ کیا میں کوئی رات گزار سکوں گا؟

---

[1] صحيح البخاري، كتاب المناقب، باب مقدم النبي ﷺ وأصحابه المدينة، رقم الحديث: ٦٣٧٢

بِــوَادٍ وَحَــوْلِــي إِذْخِــرٌ وَجَـلِيْـلُ

وادی (مکّہ) میں اس حال میں کہ اذخر اور جلیل گھاس میرے ارد گرد ہو۔

وَهَــلْ أَرِدَنْ يَــوْمًــا مِيَــاهَ مَــجَـنَّةٍ

اور کیا میں پہنچ سکوں گا مقامِ مجنہ کے پانیوں پر؟

وَهَــلْ تَبْــدُوَنْ لِــي شَــامَةٌ وَطَـفِيْـلُ

اور کیا مجھے شامہ اور طفیل (پہاڑیاں کبھی) نظر آئیں گی؟

یعنی حضرت بلال رضی اللہ عنہ کو حرمِ مکّہ کی یاد بہت زیادہ آتی تھی، کیوں کہ مکّہ مکرمہ کی آب و ہوا بڑی صحت افزا تھی جب کہ مدینہ منورہ اس وقت تک وبا زدہ تھا۔

''مجنہ'' مکّہ کے قریب ایک جگہ کا نام ہے، جہاں عرب کا مشہور بازار موسمِ حج میں لگتا تھا، اور وہاں پانی کا قدرتی ذخیرہ بھی تھا، ''شامہ'' اور ''طفیل'' مکّہ مکرمہ کی دو پہاڑیوں کے نام ہیں۔

شراح نے لکھا ہے کہ یہ دونوں مکّہ سے تیس میل دور پہاڑ ہیں، اور بعض حضرات کا قول یہ دونوں پہاڑ مقامِ مجنہ کے قریب ہیں۔ علامہ خطابی نے فرمایا ہے کہ میں بھی یہی سمجھتا رہا کہ یہ دونوں پہاڑ ہیں، پھر وہاں سے میرا گذر ہوا تو پتہ چلا کہ یہ دونوں پانی کے چشمے ہیں، لیکن علامہ زرقانی نے فرمایا ہے کہ دونوں باتیں اس طرح جمع ہوتی ہیں کہ پہاڑوں میں یا پہاڑوں کے قریب دو چشمے ہوں، لہٰذا جس نے پہاڑ بتایا اس کی بات بھی ٹھیک ہوئی اور جس نے کہا: چشمے ہیں، اس کی بات بھی درست ہوئی، واللہ اعلم۔

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ میں نے رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوکر یہ سب عرض کیا، تو پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ دعا فرمائی: اے اللہ! آپ مدینہ کو ہمارے لیے اتنا ہی محبوب بنادیجیے جتنا کہ مکّہ مکرمہ ہے، بلکہ اس سے بھی زیادہ محبوب بنادیجیے، اور اے اللہ! اس (مدینہ) کو صحت والی سرزمین بنادیجیے، اور اس کے مد اور صاع میں ہمارے لیے برکت عطا فرمادیجیے، اور اس کے بخار کو مقامِ جحفہ میں منتقل فرمادیجیے۔

تشریح: اللہ تعالیٰ نے اپنے پیارے حبیب صلی اللہ علیہ وسلم کی دعا قبول فرمائی، اور مدینہ منورہ کی آب و ہوا

نہایت عمدہ ہوگئی، اس کی ہوا اور اس کی مٹی میں شفا ہے، اس کی بھینی بھینی ہوا کے اثر سے معلوم ہوتا ہے جیسے دل پر شبنم کے پر بہار قطرے گر رہے ہوں، اُس کی گلیوں میں عجیب کیفیت ہے، اور در و دیوار میں عجیب بہار ہے، آپ ﷺ کی دعا کے بعد مدینہ منورہ حضرات صحابہ رضی اللہ عنہم کو ایسا ہی محبوب ہوگیا جیسا کہ مکّہ معظّمہ تھا، بلکہ اس سے بھی زیادہ محبّت ہوگئی، اور ''صاع'' اور ''مد'' مدینہ کے دو پیمانوں کے نام تھے، جن سے ناپ کر خرید و فروخت کرتے تھے، اور ابھی بھی اسی نام سے دو پیمانے معروف ہیں۔ جحفہ رابغ کے قریب ایک بستی تھی، اس زمانہ میں وہاں یہودی رہتے تھے، اس لیے مدینہ منورہ کے بخار کو وہاں بھیجنے کی دعا فرمائی، مدینہ کی آب و ہوا تو عمدہ ہوگئی اور جحفہ ایسا اجڑا کہ اجڑ ہی گیا اور آج تک اجاڑ ہے۔ رسولِ کریم ﷺ نے ایک مرتبہ خواب میں دیکھا کہ بال بکھرے ہوئے ایک سیاہ عورت مدینہ منورہ سے مہیعہ میں داخل ہوگئی، آپ ﷺ نے تعبیر دی کہ مدینہ کی وبا منتقل ہو کر مہیعہ میں چلی گئی، ''مہیعہ'' جحفہ کا دوسرا نام ہے، مدینہ منورہ میں جو آج کل کسی کو بخار آجاتا ہے یہ آب و ہوا کی خرابی کی وجہ سے نہیں ہے اور نہ وبائی بخار ہے، بلکہ بخار کے جو دوسرے طبعی اسباب ہیں ان کی وجہ سے بخار آتا ہے، اور بخار مؤمن کے لیے گناہوں کا کفارہ ہے، اس سے خوب گناہ معاف ہوتے ہیں۔

فضیلت نمبر-۶۹: مدینہ منورہ سے یہود کا اخراج:

عَنِ ابْنِ عُمَرَ رضی اللہ عنہما: أَنَّ يَهُوْدَ بَنِي النَّضِيْرِ وَقُرَيْظَةَ حَارَبُوْا رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ، فَأَجْلَى رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ بَنِي النَّضِيْرِ وَأَقَرَّ قُرَيْظَةَ وَمَنَّ عَلَيْهِمْ، حَتَّى حَارَبَتْ قُرَيْظَةُ بَعْدَ ذٰلِكَ، فَقَتَلَ رِجَالَهُمْ وَقَسَمَ نِسَاءَهُمْ وَأَوْلَادَهُمْ وَأَمْوَالَهُمْ بَيْنَ الْمُسْلِمِيْنَ إِلَّا أَنَّ بَعْضَهُمْ لَحِقُوْا بِرَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ فَآمَنَهُمْ وَأَسْلَمُوْا، وَأَجْلَى رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ يَهُوْدَ الْمَدِيْنَةِ كُلَّهُمْ بَنِي قَيْنُقَاعَ وَهُمْ قَوْمُ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ سَلَامٍ وَيَهُوْدَ بَنِي حَارِثَةَ وَكُلَّ يَهُوْدِيٍّ كَانَ بِالْمَدِيْنَةِ۔[1]

ترجمہ: حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ یہود بنو نضیر اور یہود بنو قریظہ نے نبی

[1] صحیح مسلم، کتاب الجهاد والسير، باب اجلاء اليهود من الحجاز، رقم الحديث: ۱۸۲۹

اکرم ﷺ سے لڑائی رکھی، تو آپ ﷺ نے بنونضیر کو جلا وطن کر دیا، اور بنوقریظہ کو اپنی جگہ پر رہنے دیا اور ان پر احسان فرمایا، پھر اس کے بعد بنوقریظہ نے (مسلمانوں سے) جنگ کی ٹھانی تو آپ ﷺ نے ان کے مردوں کو قتل کیا اور ان کی عورتوں، بچوں اور اموال کو مسلمانوں میں مالِ غنیمت کے طور پر تقسیم فرما دیا، البتہ کچھ افراد ان کے آں حضرت ﷺ کی خدمت میں حاضر ہو کر مسلمان ہو گئے، تو آپ ﷺ نے ان کو امان دی اور تحفظ دیا، اور رسول اللہ ﷺ نے یہودِ مدینہ یعنی عبداللہ بن سلام کی قوم بنوقینقاع اور یہود بنوحارثہ اور تمام یہودیوں کو مدینہ سے نکال دیا۔

فضیلت نمبر-۷۰: رسول اللہ ﷺ کا مدینہ منورہ کے در و دیوار کو دیکھ کر شدتِ اشتیاق سے سواری تیز فرمالینا:

عَنْ أَنَسٍ رضي الله عنه: أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ كَانَ إِذَا قَدِمَ مِنْ سَفَرٍ فَنَظَرَ إِلَى جُدُرَاتِ الْمَدِينَةِ أَوْضَعَ رَاحِلَتَهُ وِإِنْ كَانَ عَلَى دَابَّةٍ حَرَّكَهَا مِنْ حُبِّهَا.[1]

ترجمہ: حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ جب کسی سفر سے واپس مدینہ تشریف لاتے تھے تو جیسے ہی آپ ﷺ کی نظر مدینہ کے در و دیوار پر پڑتی تھی تو آپ ﷺ مدینہ سے محبت کی وجہ سے سواری کو تیز فرما لیتے تھے، (تاکہ جلدی مدینہ پہنچ جائیں)۔

فضیلت نمبر-۷۱: اللہ تعالیٰ نے مدینہ کا نام طابہ رکھا ہے:

عَنْ جَابِرِ بْنِ سَمُرَةَ رضي الله عنه قَالَ: سَمِعْتُ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ يَقُولُ: إِنَّ اللّٰهَ تَعَالَى سَمَّى الْمَدِينَةَ "طَابَةَ". رواه مسلم.[2]

ترجمہ: حضرت جابر بن سمرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کا یہ ارشاد سنا ہے کہ اللہ پاک نے مدینہ کا نام "طابہ" رکھا ہے۔

عَنْ أَبِي حُمَيْدٍ السَّاعِدِيِّ رضي الله عنه قَالَ: أَقْبَلْنَا مَعَ النَّبِيِّ ﷺ مِنْ غَزْوَةِ تَبُوكَ حَتَّى إِذَا أَشْرَفْنَا عَلَى الْمَدِينَةِ فَقَالَ: هَذِهِ طَابَةٌ، وَهَذَا أُحُدٌ جَبَلٌ يُحِبُّنَا

[1] صحيح البخاري، كتاب فضائل المدينة، باب بلا ترجمة الباب، رقم الحديث: ١٨٨٦

[2] صحيح مسلم، كتاب الحج، باب المدينة تنفي شرارها، رقم الحديث: ٤٩١

وَنُحِبَّهُ. رواه البخاري.[1]

ترجمہ: حضرت ابوحمید ساعدی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ہم غزوۂ تبوک کے موقع پر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ تھے، جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم واپس تشریف لائے تو مدینہ کے قریب پہنچ کر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: یہ طابہ ہے، اور یہ احد پہاڑ ہے جو ہم سے محبت رکھتا ہے اور ہم اس سے محبت کرتے ہیں۔

فائدہ: محدث جلیل امام نووی رحمۃ اللہ علیہ اس حدیث کی تشریح میں لکھتے ہیں کہ "طابہ" اور "طیّبہ" دونوں الفاظ "طیب" بمعنی خوشبو سے بنے ہیں، طاب اور طیب دو لغات ہیں۔ بعض علما نے لکھا ہے کہ یہ لفظ طیب بمعنی طاہر اور یہ اس سے بنا ہے، کیوں کہ مدینہ ہر شر سے پاک ہے۔

حافظ ابنِ حجر رحمۃ اللہ علیہ نے بھی اس حدیث کی تشریح میں طابہ اور طیّبہ دونوں روایتیں نقل کی ہیں، اور امام مسلم نے اپنی صحیح میں جابر بن سمرہ رضی اللہ عنہ سے نقل کیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ اللہ تعالیٰ نے مدینہ کا نام طابہ رکھ دیا۔

"مسند ابو داود طیالسی" میں حضرت سماک بن حرب رحمۃ اللہ علیہ کی روایت میں ہے کہ لوگ مدینہ کو یثرب کہا کرتے تھے تو آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کا نام "طابہ" رکھا۔

ابو عوانہ نے بھی طاب اور طیب دونوں لغات نقل کی ہیں، اور ان کا اشتقاق الشيء الطيب سے بتایا ہے، اور بعض نے فرمایا کہ اس کی مٹی کی پاکیزگی کی وجہ سے یہ نام رکھا گیا ہے۔

اور بعض علما کا کہنا ہے کہ اس کی آب وہوا عمدہ اور صاف ستھری ہے، اور مدینہ کا رہنے والا اس میں ایک عجیب وغریب خوشبو محسوس کرتا ہے جو اس کے در ودیوار میں سے آتی ہے اور کسی اور جگہ یہ خوشبو نہیں پائی جاتی۔[2]

فضیلت نمبر-۷۲،۷۳،۷۴: مدینہ منورہ کے پھل اور رزق میں برکت ہونے کا بیان:

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رضي الله عنه أَنَّهُ قَالَ: كَانَ النَّاسُ إِذَا رَأَوُا أَوَّلَ الثَّمَرِ جَاؤُوا بِهِ إِلَى النَّبِيِّ صلى الله عليه وسلم فَإِذَا أَخَذَهُ رَسُولُ اللّٰهِ صلى الله عليه وسلم قَالَ: اَللّٰهُمَّ بَارِكْ لَنَا فِي ثَمَرِنَا، وَبَارِكْ

---

[1] رواه البخاري، كتاب الحج، رقم الحديث: ٤٤٢٢ [2] فتح الباري: ٨٩/٤

لَنَا فِي مَدِيْنَتِنَا، وَبَارِكْ لَنَا فِي صَاعِنَا، وَبَارِكْ لَنَا فِي مُدِّنَا، اَللّٰهُمَّ إِنَّ إِبْرَاهِيْمَ عَبْدُكَ وَخَلِيْلُكَ وَنَبِيُّكَ وَإِنِّي عَبْدُكَ وَنَبِيُّكَ، وَإِنَّهُ دَعَاكَ لِمَكَّةَ وَإِنِّي أَدْعُوْكَ لِلْمَدِيْنَةِ بِمِثْلِ مَا دَعَاكَ لِمَكَّةَ وَمِثْلَهُ مَعَهُ. قَالَ: ثُمَّ يَدْعُوْ أَصْغَرَ وَلِيْدٍ لَهُ فَيُعْطِيَهُ ذٰلِكَ الثَّمَرَ. رواه مسلم.[1]

ترجمہ: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ مدینہ کے لوگ موسم کا نیا پھل لے کر نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوتے تھے، آپ صلی اللہ علیہ وسلم وہ پھل ہاتھ میں لے کر دعا فرماتے: اے اللہ! ہمارے پھل، ہمارے شہر اور ہمارے مد اور صاع میں برکت عطا فرما، اے اللہ! بے شک ابراہیم (علیہ السلام) آپ کے بندے، نبی اور آپ کے خلیل ہیں، میں بھی آپ کا بندہ اور نبی ہوں، ابراہیم (علیہ السلام) نے مکّہ کے لیے دعا کی، میں مدینہ کے لیے ویسی دعا کرتا ہوں، اور مزید اس جیسی (برکت کی) دعا کرتا ہوں۔ پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم سب سے چھوٹے بچے کو بلاکر وہ پھل عنایت فرما دیتے تھے۔

فضیلت نمبر-۷۵: رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا مدینہ منورہ کے لیے مکّہ مکرمہ کی برکتوں سے دوگنی برکت کی دعا فرمانا:

عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ رضي الله عنه قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صلى الله عليه وسلم: اَللّٰهُمَّ اجْعَلْ بِالْمَدِيْنَةِ ضِعْفَيْ مَا بِمَكَّةَ مِنَ الْبَرَكَةِ. رواه البخاري.[2]

ترجمہ: حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: اے اللہ! مدینہ میں مکّہ کی برکت سے دوگنی برکت عطا فرما۔

وَعَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رضي الله عنه: قِيْلَ: يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ، صَاعُنَا أَصْغَرُ الصِّيْعَانِ، وَمُدُّنَا أَصْغَرُ الْأَمْدَادِ. فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صلى الله عليه وسلم: اَللّٰهُمَّ بَارِكْ لَنَا فِي صَاعِنَا وَمُدِّنَا

---

[1] رواه مسلم، كتاب الحج، باب فضل المدينة ودعاء النبي صلى الله عليه وسلم، رقم الحديث: ١٣٨٤

[2] رواه البخاري، باب المدينة تنفي الخبث، رقم الحديث: ١٨٨٥، ومسلم، باب فضل المدينة، رقم الحديث: ١٣٦٩

وَقَلِيلِنَا وَكَثِيرِنَا وَاجْعَلْ مَعَ الْبَرَكَةِ بَرَكَتَيْنِ. صحيح ابن حبان.[1]

ترجمہ: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا گیا: یا رسول اللہ! ہمارا صاع دوسرے صاعوں میں سب سے چھوٹا اور ہمارا مد دوسرے مدوں میں سب سے چھوٹا مد ہے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے دعا فرمائی: یا اللہ! ہمارے صاع میں اور ہمارے مد میں برکت فرما، تھوڑے میں بھی اور زیادہ میں بھی، اور اس برکت کو دوگنی برکت فرما۔

فضیلت نمبر-٧٦: مدینہ منورہ بلدِ اسلام ہے، اس میں کسی دوسرے دین کی گنجائش نہیں:

عَنْ أَبِي رَافِعٍ رضي الله عنه: أَنَّ النَّبِيَّ صلى الله عليه وسلم أَمَرَ أَنْ لَا يُدَعَ فِي الْمَدِينَةِ دِينٌ غَيْرَ دِينِ الْإِسْلَامِ إِلَّا أُخْرِجَ.[2]

ترجمہ: حضرت ابو رافع رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حکم فرمایا کہ مدینہ سے دینِ اسلام کے علاوہ دیگر تمام دینوں کو نکال دیا جائے۔

تشریح: مدینہ منورہ خاتم الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم کا مبارک شہر ہے۔ بلدِ اسلام ہے، مہبطِ وحی ہے، اسی شہر سے پورے عالم میں اسلام پھیلا اور اس شہر میں سب سے پہلے اسلامی حکومت قائم ہوئی، اسلام کا سلسلہ جاری ہوا تو ایسے مبارک شہر میں دینِ اسلام کے علاوہ کسی اور دین کی کیوں کر گنجائش ہوسکتی ہے۔

فضیلت نمبر-٧٧، ٧٨: مدینہ منورہ میں قتال کی حرمت اور درخت کاٹنے کا بیان:

عَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ رضي الله عنه فِي حَدِيثٍ طَوِيلٍ عَنِ النَّبِيِّ صلى الله عليه وسلم قَالَ: اَللّٰهُمَّ إِنَّ إِبْرَاهِيمَ حَرَّمَ مَكَّةَ فَجَعَلَهَا حَرَمًا وَإِنِّي حَرَّمْتُ الْمَدِينَةَ حَرَامًا مَا بَيْنَ

---

[1] رواه ابن حبان في "صحيحه" وإسناده صحيح، الإحسان بترتيب صحيح ابن حبان، رقم الحديث: ٧٣٣٢

[2] رواه الطبراني في "الكبير": ٢٩٢/١، بإسناد حسن، وذكره الهيثمي في "مجمع الزوائد": ٣٢٥/٥، ووقع فيه "أن لا ندع" مكان "أن لا يدع"، وحسنه بعد عزوه للطبراني.

مَا أْزِمَيْهَا أَنْ لَا يُهْرَاقَ فِيهَا دَمٌ، وَلَا يُحْمَلَ فِيهَا سِلَاحٌ لِقِتَالٍ وَلَا تُخْبَطَ فِيهَا شَجَرَةٌ إِلَّا لِعَلَفٍ. الحديث. رواه مسلم.[1]

ترجمہ: حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ ایک طویل حدیث میں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد نقل کرتے ہیں کہ اے اللہ! بے شک ابراہیم (علیہ السلام) نے مکّہ کو حرم قرار دیا اور میں مدینہ کو حرم قرار دیتا ہوں، اس میں خون نہ بہایا جائے، اور اس میں قتال کے لیے ہتھیار نہ اٹھائے جائیں، اور اس میں درختوں کو نہ کاٹا جائے مگر (جانوروں کے) چارہ کے لیے۔

فضیلت نمبر-۷۹، ۸۰، ۸۱، ۸۲: مدینہ منورہ کی گھانس کاٹنے کی اور مدینہ کا شکار بھگانے کی اور مدینہ کے لقطہ کو اٹھانے کی اور مدینہ میں ہتھیار اٹھانے کی ممانعت:

عَنْ عَلِيٍّ رضي الله عنه فِي حَدِيْثٍ طَوِيْلٍ عَنِ النَّبِيِّ صلى الله عليه وسلم قَالَ: لَا يُخْتَلَى خَلَاهَا وَلَا يُنَفَّرُ صَيْدُهَا وَلَا تُلْتَقَطُ لُقَطَتُهَا إِلَّا لِمَنْ أَشَادَ بِهَا، وَلَا يَصْلُحُ لِرَجُلٍ أَنْ يَحْمِلَ فِيهَا السِّلَاحَ لِقِتَالٍ وَلَا يَصْلُحُ أَنْ يَقْطَعَ مِنْهَا شَجَرَةً إِلَّا أَنْ يَعْلِفَ رَجُلٌ بَعِيْرَهُ. رواه أبو داود.[2]

ترجمہ: حضرت علی رضی اللہ عنہ کی ایک طویل حدیث میں منقول ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ مدینہ کی گھاس کو نہ کاٹا جائے، اس کے شکار کو نہ بھگایا جائے، اور اس کا لقطہ (گری پڑی چیز) کو نہ اٹھایا جائے، مگر وہ جو اس کا (مالک تلاش کرنے کے لیے) اعلان کرے۔ اور کسی کے لیے مدینہ میں قتال کی نیت سے ہتھیار اٹھانا جائز نہیں، اور نہ اس کی گھاس کاٹی جائے، مگر یہ کہ کوئی شخص اپنے اونٹ (وغیرہ) کے چارہ کے لیے (گھاس کاٹ لے)۔

تنبیہ: اگر کوئی شخص لقطہ اٹھائے تو اس کے مالک تک پہنچانا واجب ہے، مدینہ منورہ کے علاوہ بھی یہ حکم ہے، لیکن مدینہ منورہ میں لقطہ اٹھا لیا تو اس کے مالک تک پہنچانا مزید اہمیت رکھتا ہے، اور لقطہ کے بارے میں حضراتِ فقہا رحمۃ اللہ علیہم نے تفصیل لکھی ہے، اس کے حالات بیان

---

[1] رواه مسلم، كتاب الحج، باب الترغيب في سكنى المدينة، رقم الحديث: ١٣٧٤

[2] رواه أبو داود، كتاب المناسك، باب في تحريم المدينة، رقم الحديث: ٢٠٢٤

فرماتے ہیں[1] مدینہ منورہ کے درخت کاٹنے کی ممانعت اس صورت میں ہے کہ ان کا کاٹنا بوجۂ تخریب کاری ہو، لیکن اگر اصلاح وزینت کے لیے کاٹا جائے تو ممانعت کو شامل نہیں، جیسے کہ کسی نے کوئی باغ خریدا اور اس میں ایسے درخت ہیں جن کے باقی رکھنے میں ضرر ہو تو ان کو کاٹنا جائز ہے۔

اور بعض حضرات نے مدینہ کے درخت کاٹنے کی ممانعت بیان کرتے ہوئے یہ معنی بتایا ہے کہ یہ ممانعت اس صورت میں ہے کہ جو درخت خودرو ہوں، البتہ جو لوگوں نے لگائے ہوں تو وہ لوگ اپنے لگائے ہوئے درختوں کو بہ ضرورت کاٹیں تو ان کے کاٹنے کی ممانعت نہیں۔[2]

فضیلت نمبر-۸۳: مدینہ منورہ گناہوں کو دور کر دیتا ہے:

عَنْ زَيْدِ بْنِ ثَابِتٍ ﷺ قَالَ: لَمَّا خَرَجَ النَّبِيُّ ﷺ إِلَى أُحُدٍ رَجَعَ نَاسٌ مِمَّنْ خَرَجَ مَعَهُ، وَكَانَ أَصْحَابُ النَّبِيِّ ﷺ فِرْقَتَيْنِ، فِرْقَةً تَقُوْلُ: نُقَاتِلُهُمْ وَفِرْقَةً تَقُوْلُ: لَا نُقَاتِلُهُمْ فَنَزَلَتْ: ﴿فَمَا لَكُمْ فِى الْمُنٰفِقِيْنَ فِئَتَيْنِ وَاللّٰهُ اَرْكَسَهُمْ بِمَا كَسَبُوْا﴾[3] وَقَالَ: إِنَّهَا طِيبَةُ تَنْفِي الذُّنُوْبَ كَمَا تَنْفِي النَّارُ خَبَثَ الْفِضَّةِ. رواه البخاري.[4]

ترجمہ: حضرت زید بن ثابت رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: جب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم غزوۂ احد میں مدینہ سے اُحد کی طرف تشریف لے گئے تو کچھ لوگ (منافقین) (راستہ سے) واپس ہو گئے، اور اس وقت مسلمانوں کی دو جماعتیں بن گئیں، ایک جماعت کا کہنا تھا کہ ہم منافقین سے قتال کریں گے، اور ایک جماعت کہتی تھی کہ ہم منافقین سے قتال نہیں کریں گے، اسی موقع پر یہ آیت نازل ہوئی: ﴿فَمَا لَكُمْ فِى الْمُنٰفِقِيْنَ فِئَتَيْنِ وَاللّٰهُ اَرْكَسَهُمْ بِمَا كَسَبُوْا﴾ اور پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ مدینہ گناہوں کو اس طرح دور کر دیتا ہے جس طرح آگ چاندی کے میل کو دور کر دیتی ہے۔

---

[1] بدائع: ٥/٢٩٨ [2] مستفاد من كتاب "بذل المجهود" شرح أبي داود، كتاب الحج، باب تحريم المدينة: ٣/٥٠٢، طبعة كراچي [3] النساء:٨٨

[4] رواه البخاري، كتاب تفسير القرآن، باب سورة النساء، رقم الحديث: ٤٠٥٠

فضیلت نمبر-٨٤: مدینہ منورہ کے قلعوں کو گرانے کی ممانعت:

عَنِ ابْنِ عُمَرَ رضي الله عنهما: أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ نَهَى عَنْ آطَامِ الْمَدِيْنَةِ أَنْ تُهْدَمَ.[1]

ترجمہ: حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے مدینہ کے قلعوں کو گرانے سے منع فرمایا۔

فائدہ: حدیثِ بالا سے مدینہ منورہ کے قلعوں کو گرانے کی ممانعت معلوم ہوئی اور اس حدیث سے مدینہ منورہ کے آثار کی حفاظت کرنا بھی مستنبط ہوتا ہے، کیوں کہ ان سے تاریخِ اسلام وابستہ ہے۔

فضیلت نمبر-٨٥: مدینہ منورہ کی وادیِ عقیق مبارک وادی ہے:

عَنْ عُمَرَ رضي الله عنه يَقُوْلُ: سَمِعْتُ النَّبِيَّ ﷺ بِوَادِي الْعَقِيْقِ يَقُوْلُ: أَتَانِي اللَّيْلَةَ آتٍ مِنْ رَبِّي، فَقَالَ: صَلِّ فِي هَذَا الْوَادِي الْمُبَارَكِ وَقُلْ: عُمْرَةٌ فِي حَجَّةٍ.[2]

ترجمہ: حضرت عمر رضی اللہ عنہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد نقل کرتے ہیں وادیِ عقیق کے بارے میں کہ گذشتہ رات میں میرے پاس میرے رب کی طرف سے ایک آنے والا (فرشتہ) آیا اور اس نے کہا کہ آپ اس مبارک وادی میں نماز پڑھیے، اور کہیے کہ میں حج وعمرہ کا اکٹھا احرام باندھتا ہوں (یعنی حجِ قران کررہا ہوں)۔

فائدہ: وادیِ عقیق مدینہ منورہ کی مبارک وادیوں میں سے ہے، جو کہ مدینہ منورہ کی مغربی جہت پر ہے۔

فضیلت نمبر-٨٦: مدینہ منورہ کی وادیِ بطحان کی فضیلت:

عَنْ عَائِشَةَ رضي الله عنها عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: بُطْحَانُ عَلَى تُرْعَةٍ مِنْ تُرَعِ الْجَنَّةِ.[3]

---

[1] رواه الطحاوي في "شرح معاني الآثار": ١٩٤/٤، والبزار كما في "كشف الأستار": ٥٤/٢، ورجال الطحاوي رجال الصحيح.

[2] رواه البخاري، كتاب الحج، باب قول النبي ﷺ: العقيق واد مبارك، رقم الحديث: ١٥٣٤

[3] رواه البخاري في "الكبير": ٥١/٢، والبزار كما في "كشف الأستار": ٥٨/٢، والحديث حسن بمجموع طرقه، انظر سلسلة الأحاديث الصحيحة: 2411

ترجمہ: حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد نقل کرتی ہیں کہ وادیِ بطحان جنّت کے دروازوں میں سے ایک دروازہ پر ہوگا۔

تشریح: ترعۃ کے معنی دروازہ اوراونچی جگہ باغ کے آتے ہیں، ترعۃ کی دونوں تفسیریں کی گئی ہیں، بہرحال مدینہ منورہ کی وادیِ بطحان کی یہ بڑی فضیلت ہے کہ جنّت کے دروازہ پر ہوگی، یا جنّت کے باغات میں سے ایک باغ ہوگی، والحمد للہ۔

فضیلت نمبر-٨٧: آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا وادیِ بطحان کی مٹی سے مریض کا علاج فرمانا:

عَنْ ثَابِتِ بْنِ قَيْسِ بْنِ شَمَّاسٍ عَنْ أَبِيهِ، عَنْ جَدِّهِ، عَنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ: أَنَّهُ دَخَلَ عَلَى ثَابِتِ بْنِ قَيْسٍ. قَالَ أَحْمَدُ: وَهُوَ مَرِيْضٌ، فَقَالَ: اِكْشِفِ الْبَأْسَ رَبَّ النَّاسِ عَنْ ثَابِتِ بْنِ قَيْسِ بْنِ شَمَّاسٍ، ثُمَّ أَخَذَ تُرَابًا مِنْ بُطْحَانَ فَجَعَلَهُ فِي قَدَحٍ ثُمَّ نَفَثَ عَلَيْهِ بِمَاءٍ وَصَبَّهُ عَلَيْهِ. رواه أبو داود.[1]

ترجمہ: حضرت ثابت بن قیس بن شماس رضی اللہ عنہ کی بیماری کے ایام میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم (ان کی عیادت کے لیے) تشریف لے گئے، اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے یوں دعا فرمائی: اے لوگوں کے رب! ثابت بن قیس کی بیماری دور فرما دیجیے، پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے بطحان کی مٹی پیالہ میں ڈالی، پھر اس میں پانی ڈال کر دم فرمایا اور حضرت ثابت پر ڈال دی۔

تشریح: اس حدیث شریف میں مدینہ منورہ کی وادیِ بطحان کی مٹی کو مریض پر پانی میں دم کر کے اللہ تعالیٰ سے دعا کرتے ہوئے ڈالنے کا ثبوت ملا، جس سے معلوم ہوا کہ آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے روحانی اور ظاہری دونوں علاجوں کو مریض کے لیے جمع فرمایا، وادیِ بطحان مدینہ منورہ کی مشہور وادی ہے، غالباً اس حدیث کی وجہ سے اس جگہ کی مٹی کو ''خاکِ شفا'' کے نام سے موسوم کیا جاتا ہے، واللہ تعالیٰ اعلم۔

تنبیہ: شفا اللہ تعالیٰ کے ہاتھ میں ہے اور ہر چیز اللہ تعالیٰ کے حکم کے تابع ہے، جیسا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی حدیث شریف سے یہ تعلیم ملتی ہے کہ اللہ تعالیٰ کی طرف توجہ کی جائے، اللہ تعالیٰ

[1] رواه أبو داود وسكت عليه، كتاب الطب، باب ما جاء في الرقى، رقم الحديث: ٣٨٨٥

سے شفا مانگی جائے اور ظاہری سبب بھی اختیار کیا جائے۔ حدیث شریف سے یہ بھی معلوم ہوا مریض کے لیے اللہ تعالیٰ سے شفا کی دعا کرنا ظاہری علاج کرنے پر مقدم ہے۔ پہلے دعا کی جائے پھر دوا کی جائے، جیسا کہ رسولِ کریم ﷺ نے حضرت ثابت بن قیس رضی اللہ عنہ کے لیے دعا فرمائی: اِكْشِفِ الْبَأْسَ رَبَّ النَّاسِ عَنْ ثَابِتِ بْنِ قَيْسِ بْنِ شَمَّاسٍ پھر اس کے بعد مدینہ کی وادیٔ بطحان کی مٹی لے کر اس پر دم فرمایا اور ان پر ڈال دی۔

نوٹ: وادیٔ بطحان قربان روڈ اور عوالی کے درمیان میں واقع ہے، جہاں مدارس شاوی ہیں اور وہاں قریب میں بیرِ غرس بھی ہے جو مدینہ منورہ کے تاریخی کنوؤں میں سے ہے، اہلِ مدینہ اس کو خوب اچھی طرح جانتے ہیں۔

فضیلت نمبر-۸۸: مدینہ کی مٹی میں باذن اللہ (اللہ تعالیٰ کے حکم سے) شفا ہے:

عَنْ عَائِشَةَ رضي الله عنها: أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ كَانَ إِذَا اشْتَكَى الْإِنْسَانُ الشَّيْءَ مِنْهُ أَوْ كَانَتْ بِهِ قُرْحَةٌ أَوْ جُرْحٌ، قَالَ النَّبِيُّ ﷺ بِإِصْبِعِهِ هٰكَذَا -وَوَضَعَ سُفْيَانُ سَبَّابَتَهُ بِالْأَرْضِ ثُمَّ رَفَعَهَا:- بِاسْمِ اللّٰهِ تُرْبَةُ أَرْضِنَا بِرِيقَةِ بَعْضِنَا لِيُشْفَى بِهِ سَقِيمُنَا بِإِذْنِ رَبِّنَا. رواه مسلم.[1]

ترجمہ: حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں: جب کوئی بیمار ہوتا یا کوئی اس کو زخم وغیرہ لگ جاتا تو رسول اللہ ﷺ اپنی انگلی مبارک کو لب لگا کر زمین پر لگاتے (تاکہ اس کو مٹی لگ جائے) اور یہ دعا پڑھتے: بِاسْمِ اللّٰهِ تُرْبَةُ أَرْضِنَا بِرِيقَةِ بَعْضِنَا لِيُشْفَى بِهِ سَقِيمُنَا بِإِذْنِ رَبِّنَا. اللہ کے نام کے ساتھ ہماری زمین کی مٹی ہم میں سے بعض آدمیوں کے لعاب کے ساتھ ملائی جا رہی ہے، تاکہ ہمارے رب کے حکم سے ہمارا بیمار شفایاب ہو جائے۔

تشریح: لِيُشْفَى بِهِ سَقِيمُنَا بِإِذْنِ رَبِّنَا میں نبی اکرم ﷺ یہ بتایا ہے کہ شفا اللہ تعالیٰ ہی کے حکم سے حاصل ہوگی، ظاہری علاج کرنے کا فائدہ حاصل ہونا اللہ تعالیٰ کے حکم سے ہی ہوگا، مریض کا علاج بھی کیا جائے اور اس کی شفایابی کی دعا بھی کی جائے، اور مریض کو چاہیے

[1] رواه مسلم، كتاب السلام، باب استحباب الرقية، رقم الحديث: ٢١٩٤

وہ خود بھی اپنے لیے دعاؤں کا اہتمام کرے اور حکما، اطبا مریض کا ظاہری علاج کرنے کے ساتھ ساتھ اس کے لیے دعا بھی کریں، حدیثِ بالا میں نبی اکرم ﷺ نے مریض کا علاج مدینہ کی مٹی سے فرماتے ہوئے یہ دعائیہ کلمات بھی ارشاد فرمائے جو ابھی گذرے۔

فائدہ: امام نووی رحمۃ اللہ علیہ نے شرح مسلم میں لکھا ہے کہ تربة أرضنا سے مراد بعض اہلِ علم کے نزدیک خاص مدینہ منورہ کی مٹی ہے، کیوں کہ یہ مبارک مٹی ہے۔

اور جس کو مدینہ طیّبہ کی مٹی نہ مل سکے تو حدیث شریف میں مذکور دعا پڑھ کر دوسری مٹی سے بھی علاج کیا جا سکتا ہے، جیسا کہ اہلِ علم کے دوسرے قول کے مطابق تربة أرضنا سے ساری زمین کی مٹی ہے، اور یہ حدیث شریف میں نبی کریم ﷺ کا اعجازِ علمی میں سے ہے، موجودہ زمانہ میں اطبا کو تحقیق ہوئی ہے کہ مٹی میں جراثیم مارنے کی خاصیّت ہے۔

فضیلت نمبر-۸۹: مدینہ منورہ کی عجوہ کھجور اللہ تعالیٰ کے حکم سے جادو اور زہر سے تحفّظ کا ذریعہ ہے:

عَنْ سَعْدِ بْنِ أَبِي وَقَّاصٍ رضي الله عنه قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ مَنْ تَصَبَّحَ كُلَّ يَوْمٍ سَبْعَ تَمَرَاتٍ عَجْوَةٍ لَمْ يَضُرُّهُ فِي ذَلِكَ الْيَوْمِ سُمٌّ وَلَا سِحْرٌ. رواه البخاري.[1]

ترجمہ: حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسولِ اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ جو شخص صبح (نہار منہ) سات عجوہ کھجور کھالے، اس دن اُس کو نہ زہر نقصان پہنچائے گا نہ سحر۔

فضیلت نمبر-۹۰: مدینہ منورہ کی کھجور عجوۃ العالیہ میں اللہ تعالیٰ کے حکم سے شفا ہے:

عَنْ عَائِشَةَ رضي الله عنها أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ: إِنَّ فِي عَجْوَةِ الْعَالِيَةِ شِفَاءً أَوْ إِنَّهَا تِرْيَاقٌ أَوَّلَ الْبُكْرَةِ. رواه مسلم.[2]

ترجمہ: حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ مدینہ کی عجوۂ عالیہ

[1] رواه البخاري، باب الأطعمة، رقم الحديث: ٥٤٤٥، ومسلم، كتاب الأشربة، باب فضل المدينة، رقم الحديث: ٢٠٤٧ [2] رواه مسلم، الكتاب والباب السابقان، رقم الحديث: ٤٨٢٠

میں شفا ہے یا یوں فرمایا کہ یہ تریاق ہے صبح نہار منہ استعمال کرنے میں۔

وضاحت: مدینہ طیّبہ میں عجوۃ العالیہ کے باغات مسجدِ قبا کے آگے جا کر یعنی قبلہ رخ جا کر مشرقی جانب میں ہیں ابھی بھی بعض باغات موجود ہیں جن کی عجوۃ کو ''عجوۃ العالیہ'' کہا جاتا ہے۔

فضیلت نمبر-۹۱: **عجوہ بحکمِ الٰہی دل کے امراض کے لیے باعثِ شفا ہے اور حکمِ الٰہی سے دل کی بند شدہ شریانوں کو کھولنے کا باعث ہے:**

عَنْ سَعْدٍ رضی اللہ عنہ قَالَ: مَرِضْتُ مَرَضًا أَتَانِي رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ يَعُوْدُنِي فَوَضَعَ يَدَهُ بَيْنَ ثَدْيَيَّ حَتَّى وَجَدْتُ بَرْدَهَا عَلَى فُؤَادِي فَقَالَ: إِنَّكَ رَجُلٌ مَفْؤُوْدٌ اِئْتِ الْحَارِثَ بْنَ كَلَدَةَ أَخَا ثَقِيْفٍ، فَإِنَّهُ رَجُلٌ يَتَطَبَّبُ فَلْيَأْخُذْ سَبْعَ تَمَرَاتٍ مِنْ عَجْوَةِ الْمَدِيْنَةِ فَلْيَجَأْهُنَّ بِنَوَاهُنَّ ثُمَّ لِيَلُدَّكَ بِهِنَّ. رواه أبو داود.[1]

ترجمہ: حضرت سعد رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں ایک دفعہ بیمار ہو گیا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میری عیادت کے لیے تشریف لائے، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے میری چھاتیوں کے درمیان (سینہ پر) ہاتھ رکھا، مجھے اس کی ٹھنڈک تک محسوس ہوئی، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: تمھیں دل کی تکلیف ہے، تم حارث بن کلدہ ثقفی کے پاس جاؤ، کیوں کہ وہ طبیب ہے، اسے چاہیے کہ وہ عجوہ کے سات دانے لے کر انھیں گٹھلیوں سمیت کوٹ لے اور وہ تمھیں پلا دے۔

فائدہ: دل کے مریضوں نے اس کا تجربہ کیا، مذکورہ بالا طریقہ کے مطابق انھوں نے عجوہ کے سات دانے مع گٹھلیوں کے کوٹ کر صفوف بنا کر استعمال کیا، تو ان کی بند شریانیں کھل گئیں، جب کہ ڈاکٹر ان کے لیے آپریشن تجویز کر چکے تھے، یہ عمل کرنے کے بعد آپریشن کرنے کی ضرورت نہیں رہی۔ اور اس کا بہتر طریقہ یہ ہے کہ عجوہ کھجور کی گٹھلیوں کو کوٹ کر اور گلینڈر میں باریک پیس لیا جائے، پھر اس بارودہ اور عجوہ کھجور میں پانی ملا کر گلینڈر میں حل کر لیا جائے جیسا جوس بنایا جاتا ہے، پھر مریض کو نہار منہ پلایا جائے، سات کھجوریں اور اس کے مطابق گٹھلیوں کا

[1] رواه أبو داود، كتاب الطب، باب في تمرة العجوة، رقم الحديث: ۳۸۷۵، وسكت عليه.

بارودہ لے لیا جائے اور سات دن نہار منہ پلا دیا جائے تو زیادہ مفید ہے ان شاء اللہ تعالی۔ اس طرح انچاس کھجوریں مع گٹھلیوں کے ہو جائیں گی۔

فضیلت نمبر-۹۲: اللہ تعالی کے حکم سے مدینہ کی عجوہ کھجور ہر مرض سے حفاظت کا ذریعہ ہے:

عَنْ سَعْدِ بْنِ أَبِي وَقَّاصٍ رضي الله عنه قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: مَنْ أَكَلَ سَبْعَ تَمَرَاتِ عَجْوَةٍ مِنْ لَابَتَيِ الْمَدِيْنَةِ عَلَى الرِّيْقِ، لَمْ يَضُرَّهُ يَوْمَهُ ذٰلِكَ شَيْءٌ حَتَّى يُمْسِيَ. رواه الإمام أحمد.[1]

ترجمہ: حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ جو شخص صبح کے وقت سات عجوہ کھجوریں کھالے اسے اس دن شام تک کچھ ضرر نہیں پہنچے گا۔

فضیلت نمبر-۹۳: مہاجرین اور انصارِ مدینہ میں مؤاخاۃ (بھائی چارہ کی فضا):

عَنْ أَنَسٍ رضي الله عنه قَالَ: حَالَفَ النَّبِيُّ ﷺ بَيْنَ الْأَنْصَارِ وَقُرَيْشٍ فِي دَارِي الَّتِي بِالْمَدِيْنَةِ، وَقَنَتَ شَهْرًا يَدْعُوْ عَلَى أَحْيَاءٍ مِنْ بَنِي سُلَيْمٍ. رواه البخاري.[2]

ترجمہ: حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے انصار اور قریش میں ایک دوسرے کا حلیف بننے کا معاہدہ میرے گھر میں (جو مدینہ میں تھا) کرایا، اور مکمّل ایک مہینہ قنوت نازلہ پڑھی اور قبیلہ بنو سلیم پر بد دعا فرمائی۔

تشریح: انصار اور مہاجرین میں مواخاہ کرانا یہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بڑے کارناموں میں سے ہے، اس کی مثال تاریخ میں نہیں ملتی۔

فضیلت نمبر-۹۴: انصارِ مدینہ کا مہاجرین کے لیے اپنا مال پیش کرنا:

عَنْ أَنَسٍ رضي الله عنه قَالَ: لَمَّا قَدِمُوْا الْمَدِيْنَةَ نَزَلَ الْمُهَاجِرُوْنَ عَلَى الْأَنْصَارِ،

---

[1] رواه الإمام أحمد بإسناد صحيح: ١٦٨/١، طبعة قديمة [2] رواه البخاري، كتاب الاعتصام، باب ما ذكر النبي ﷺ وحض على اتفاق أهل العلم، رقم الحديث: ٧٣٤١

فَنَزَلَ عَبْدُ الرَّحْمَنِ بْنُ عَوْفٍ عَلَى سَعْدِ بْنِ الرَّبِيعِ، فقَالَ: أُقاسِمُكَ مَالِي، وَأُنْزِلُ لَكَ عَنْ إِحْدَى امْرَأَتَيَّ، قَالَ: بَارَكَ اللّٰهُ لَكَ فِي أَهْلِكَ وَمَالِكَ، فَخَرَجَ إِلَى السُّوقِ فَبَاعَ وَاشْتَرَى فَأَصَابَ شَيْئًا مِنْ أَقِطٍ وَسَمَنٍ، فَتَزَوَّجَ، فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ: أَوْلِمْ وَلَوْ بِشَاةٍ. رواه البخاري.[1]

ترجمہ: حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ جب لوگ مدینہ آئے تو مہاجرین انصار کے مہمان بنے، حضرت عبد الرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ حضرت سعد بن ربیع رضی اللہ عنہ کے مہمان بنے، حضرت سعد رضی اللہ عنہ حضرت عبد الرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ سے کہنے لگے کہ میں اپنا مال اپنے اور آپ کے درمیان تقسیم کر دیتا ہوں، اور اپنی دو بیویوں میں سے ایک کو آپ کی خاطر طلاق دے سکتا ہوں، حضرت عبد الرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ نے ان کے جواب میں فرمایا کہ اللہ تعالیٰ آپ کے اہل و مال میں آپ کے لیے برکت عطا فرمائے، حضرت عبد الرحمٰن بن عوف بازار گئے، سودا خریدا، گھی اور پنیر نفع میں حاصل ہوا، پس شادی کی، حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ ولیمہ کرو! چاہے ایک بکری ہی ذبح کر دو۔

فائدہ: امام سہیلی رحمۃ اللہ علیہ اپنی کتاب ”الروض الانف“ میں فرماتے ہیں کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے مہاجرین صحابہ کے مدینہ آنے کے بعد مہاجرین اور انصار کے درمیان اس لیے مؤاخات کرائی تھی کہ مہاجرین کو اپنے گھر بار، اہل وعیال اور اعزہ واقارب سے دوری کی وجہ سے جو وحشت و بیگانگی ہوئی اس مواخات کے ذریعہ اس کا ازالہ ہو جائے، اور وہ انصار کی وجہ سے انسیت ومحبّت محسوس کریں، پھر جب اللہ پاک نے دینِ اسلام کو عزت دی اور دینِ اسلام مضبوط ہو گیا اور وحشت و بیگانگی جاتی رہی تو اللہ تبارک وتعالیٰ نے یہ آیت نازل فرما کر حکم دیا:

﴿وَاُولُوا الْاَرْحَامِ بَعْضُهُمْ اَوْلٰى بِبَعْضٍ فِيْ كِتٰبِ اللّٰهِ﴾[2]

کہ رشتہ دار باہم زیادہ حق دار ہیں۔

یعنی میراث میں اب مدار قربت پر ہے نہ کہ ہجرت ومؤاخات پر، پھر اس کے بعد ارشاد فرمایا:

﴿اِنَّمَا الْمُؤْمِنُوْنَ اِخْوَةٌ﴾[3]

---

[1] رواه البخاري، كتاب النكاح، باب الوليمة، رقم الحديث: ١٥٦٧

[2] الأحزاب: ٦　　[3] الحجرات: ١٠

یعنی مؤمن محبت وتعلّق میں آپس میں بھائی بھائی ہیں۔

فضیلت نمبر-۹۵: مدینہ منورہ کا اسلام کے لشکروں کا مرکز بننا اور مدینہ سے دوسری بستیاں فتح ہونے کی خوش خبری:

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ ﷛ يَقُوْلُ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: أُمِرْتُ بِقَرْيَةٍ تَأْكُلُ الْقُرَى يَقُوْلُوْنَ: يَثْرِبُ وَهِيَ الْمَدِيْنَةُ تَنْفِي النَّاسَ كَمَا يَنْفِي الْكِيْرُ خَبَثَ الْحَدِيْدِ. رواه البخاري.[1]

ترجمہ: حضرت ابو ہریرہ ﷛ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ مجھے ایسی بستی میں رہنے کا حکم دیا گیا ہے جو ساری بستیوں کو کھالے گی، یہ لوگ (یعنی منافقین) اس بستی کو یثرب کہتے ہیں، حالاں کہ وہ مدینہ ہے، وہ (برے) آدمیوں کو اس طرح دور کردیتی ہے جس طرح بھٹی لوہے کے میل کچیل کو دور کردیتی ہے۔

تشریح: مذکورہ بالا حدیث میں مدینہ کا سب بستیوں کو کھالینے کا مطلب یہ ہے کہ مدینہ شروع میں دینِ اسلام کے لشکروں کا مرکز بنے گا، اور مدینہ ہی سے دوسری بستیاں فتح کی جائیں گی۔ اور دوسرا معنی یہ ہے کہ اس کا غلّہ اور کھانے پینے کا سامان فتح کردہ شہروں سے حاصل ہوگا اور اسی کی طرف ان شہروں کے اموالِ غنیمت لائے جائیں گے۔[2]

فائدہ: اس حدیث میں جیسا فرمایا ویسا ہی ہوا، مدینہ منورہ اسلام کے لشکروں کا مرکز بنا اور یہیں سے دوسرے شہروں وبستیوں کو فتح کیا گیا، اوران کے اموالِ غنیمت مدینہ میں لائے گئے۔ فللّٰه الحمد والمنة.

فضیلت نمبر-۹۶: مدینہ کے اطراف کو آباد رکھنے کی ترغیب:

عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ ﷟ قَالَ: خَلَتِ الْبِقَاعُ حَوْلَ الْمَسْجِدِ فَأَرَادَ بَنُوْ سَلِمَةَ أَنْ يَنْتَقِلُوْا إِلَى قُرْبِ الْمَسْجِدِ، فَبَلَغَ ذٰلِكَ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ فَقَالَ لَهُمْ: إِنَّهُ بَلَغَنِي أَنَّكُمْ تُرِيْدُوْنَ أَنْ تَنْتَقِلُوْا قُرْبَ الْمَسْجِدِ، فَقَالُوْا: نَعَمْ يَا

[1] صحيح البخاري، باب المدينة تنفي خبثها، رقم الحديث: ١٣٨٢ [2] شرح مسلم للنووي

رَسُوْلَ اللّٰہِ، قَدْ أَرَدْنَا ذٰلِكَ، فَقَالَ: يَا بَنِي سَلِمَةَ، دِيَارَكُمْ تُكْتَبُ آثَارُكُمْ دِيَارَكُمْ تُكْتَبُ آثَارُكُمْ.[1]

ترجمہ: حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ مسجدِ (نبوی شریف) کے اردگرد جگہ خالی ہوئی تو بنوسلمہ نے ارادہ کیا کہ یہاں منتقل ہوجائیں، تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو اس کی اطلاع ہوئی تو فرمایا کہ مجھے اطلاع ملی ہے کہ تم مسجدِ (نبوی شریف) کے قریب منتقل ہونا چاہ رہے ہو، انھوں نے عرض کیا: جی ہاں! یارسول اللہ! ہم نے اس چیز کا ارادہ کیا ہے۔ تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اے بنوسلمہ! اپنے گھروں کو لازم پکڑے رہو، تمہارے آثار (قدم) لکھے جائیں گے، تمہارے آثار (قدم) لکھے جائیں گے، تم اپنے گھروں کو لازم پکڑے رہو۔

تشریح: اس حدیث شریف میں جہاں آثارِ قدم جو مسجد کی طرف اٹھتے ہیں ان کا نامۂ اعمال میں لکھا جانا معلوم ہوا وہاں اہلِ علم نے یہ بات بھی لکھی ہے کہ اس میں ایک اور حکمت بھی ہے، وہ یہ کہ مدینہ کے اطراف کو آباد رکھنا چاہیے خالی نہیں چھوڑنا چاہیے، بنوسلمہ کا علاقہ وہاں تھا جہاں آج کل مسجدِ قبلتین ہے اسی وجہ سے مسجدِ قبلتین کو مسجدِ بنوسلمہ سے موسوم کیا جاتا ہے، یہ جگہ اس وقت مدینہ شہر سے باہر تھی، اس جگہ آباد رکھنے اور اس علاقہ کو خالی نہ کرنے کی ترغیب اس حدیث سے معلوم ہوئی، واللہ تعالی أعلم وعلمہ أتم وأحکم.

فضیلت نمبر-۷۹: مدینہ منورہ دینِ اسلام کا ایسا شہر ہے جو تا قیامت آباد رہے گا:

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رضي الله عنه قَالَ: سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صلى الله عليه وسلم يَقُوْلُ: يَتْرُكُوْنَ الْمَدِيْنَةَ عَلَى خَيْرِ مَا كَانَتْ لَا يَغْشَاهَا إِلَّا الْعَوَافِ -يُرِيْدُ عَوَافِيَ السِّبَاعِ وَالطَّيْرِ- وَآخِرُ مَنْ يُحْشَرُ رَاعِيَانِ مِنْ مُزَيْنَةَ يُرِيْدَانِ الْمَدِيْنَةَ يَنْعِقَانِ بِغَنَمِهِمَا فَيَجِدَانِهَا وَحْشًا حَتَّى إِذَا بَلَغَا ثَنِيَّةَ الْوَدَاعِ خَرَّا عَلَى وُجُوْهِهِمَا. رواه البخاري.[2]

---

[1] رواه مسلم، باب فضل كثرة الخطا إلى المساجد، رقم الحديث: ٦٦٥

[2] رواه البخاري، كتاب الحج، باب من رغب عن المدينة، رقم الحديث: ١٨٧٤

ترجمہ: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ رسولِ انور صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد نقل کرتے ہیں کہ تم لوگ مدینہ کو اچھے حال میں چھوڑو گے، پھر وہاں وحشی جانور، درندے اور پرندے ہی چھا جائیں گے، اور آخر میں مزینہ کے دو چرواہے اپنی بکریوں کو ہانکتے ہوئے مدینہ آئیں گے تو وہاں صرف وحشی جانور پائیں گے، پھر جب ثنیۃ الوداع تک پہنچیں گے تو اپنے منہ کے بل گر جائیں گے۔

تشریح: شارح ''بخاری'' علامہ کرمانی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ یہ قربِ قیامت وقوع پذیر ہوگا۔[1] حافظ ابنِ حجر رحمہ اللہ نے مہلب رحمہ اللہ سے نقل کرتے ہوئے فرمایا ہے کہ اس حدیث سے معلوم ہوا کہ مدینہ (قربِ) قیامت تک لوگوں کا مسکن (رہائش گاہ) رہے گا، واللہ تعالی اعلم۔

فضیلت نمبر-۹۸: مدینہ منورہ کے راستوں پر ملائکہ کا پہرہ ہے:

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رضي الله عنه قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: عَلَى أَنْقَابِ الْمَدِيْنَةِ مَلَائِكَةٌ لَا يَدْخُلُهَا الطَّاعُوْنُ وَلَا الدَّجَّالُ.[2]

ترجمہ: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد نقل کرتے ہیں کہ مدینہ کے داخل ہونے کی جگہوں پر فرشتے متعین ہیں، جس کی وجہ سے مدینہ میں نہ طاعون آئے گا اور نہ دجال داخل ہوگا۔

فضیلت نمبر-۹۹: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا اہلِ مدینہ کے لیے برکت کی دعائیں فرمانا:

وَعَنْ سَعْدِ بْنِ مَالِكٍ وَأَبِي هُرَيْرَةَ رضي الله عنهما يَقُوْلَانِ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: اَللّٰهُمَّ بَارِكْ لِأَهْلِ الْمَدِيْنَةِ فِي مَدِيْنَتِهِمْ، وَبَارِكْ لَهُمْ فِي صَاعِهِمْ، وَبَارِكْ لَهُمْ فِي مُدِّهِمْ. رواه البخاري.[3]

ترجمہ: حضرت سعد بن مالک اور حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہما رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد نقل کرتے ہیں کہ اے اللہ! مدینہ والوں کے لیے ان کے مدینہ میں اور ان کے صاع اور مد میں برکت عطا فرما۔

---

[1] شرح الكرماني للبخاري: ٨/٦٥، طبعة مصرية

[2] رواه البخاري، كتاب فضائل المدينة، باب لا يدخل الدجال المدينة، رقم الحديث: ١٨٨٠

[3] رواه البخاري، كتاب مناقب الأنصار، باب مقدم النبي ﷺ وأصحابه المدينة، رقم الحديث: ٣٩٢٨

فضیلت نمبر-۱۰۰،۱۰۱: مدینہ منورہ رسول اللہ ﷺ کا مسکن ہے اور امن کا شہر ہے:

عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ سَلَامٍ ﷛ فِي حَدِيْثٍ طَوِيْلٍ: فَقَامَ خَطِيْبًا فَحَمِدَ اللّٰهَ وَأَثْنَى عَلَيْهِ، ثُمَّ قَالَ: أَمَّا بَعْدُ، فَإِنَّ اللّٰهَ بَعَثَ مُحَمَّدًا بَشِيْرًا وَنَذِيْرًا يُبَشِّرُ بِالْجَنَّةِ مَنْ أَطَاعَهُ، وَيُنْذِرُ النَّاسَ مَنْ عَصَاهُ، وَأَظْهَرَ مَنِ اتَّبَعَهُ عَلَى الدِّيْنِ كُلِّهِ وَلَوْ كَرِهَ الْمُشْرِكُوْنَ، ثُمَّ اخْتَارَ لَهُ الْمَسَاكِنَ، فَاخْتَارَ لَهُ الْمَدِيْنَةَ فَجَعَلَهَا دَارَ الْهِجْرَةِ وَجَعَلَهَا دَارَ الْإِيْمَانِ، فَوَاللّٰهِ، مَا زَالَتِ الْمَلَائِكَةُ حَافِّيْنَ بِهٰذِهِ الْمَدِيْنَةِ مُنْذُ قَدِمَهَا رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ، وَمَا زَالَ سَيْفُ اللّٰهِ مَغْمُوْدًا عَنْكُمْ مُنْذُ قَدِمَهَا رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ إِلَى يَوْمِ الْقِيَامَةِ. رواه الطبراني.[1]

ترجمہ: حضرت عبداللہ بن سلام ﷛ کی ایک طویل حدیث میں ہے کہ ایک مرتبہ انھوں نے تقریر کرتے ہوئے فرمایا: اما بعد! بے شک اللہ پاک نے حضرت محمد ﷺ کو بشیر اور نذیر بنا کر بھیجا، فرماں برداروں کو جنّت کی بشارت سناتے تھے اور مجرموں کو عذاب سے ڈراتے تھے، اور اللہ تعالیٰ نے دین اسلام کے فرماں برداروں کو غالب کیا، چاہے مشرکین کو ناگوار گذرے، پھر اللہ پاک نے اپنے محبوب ﷺ کے لیے مدینہ کا انتخاب فرمایا اور اس کو ان کا دار الہجرہ بنایا اور اس کو ایمان کا شہر بنایا، اللہ کی قسم! جب سے رسول اللہ ﷺ اس شہر میں تشریف لائے ہیں اس وقت سے اب تک فرشتے اس مدینہ میں پھیلے ہوئے ہیں، اور جب سے رسول اللہ ﷺ مدینہ تشریف لائے (تو مدینہ میں رہنے والوں کی آپس کی) جنگ قیامت تک کے لیے ختم ہوگئی۔

فضیلت نمبر-۱۰۲، ۱۰۳، ۱۰۴، ۱۰۵، ۱۰۶، ۱۰۷: مدینہ منورہ دار الہجرہ، دار السنہ اور دار السلامہ ہے، اور اہلِ فقہ کا مرکز ہے اور شریف لوگوں کی قیام گاہ ہے اور عقل مند اور اچھی رائے رکھنے والوں کی بستی ہے:

عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَبَّاسٍ ﷠: أَنَّ عَبْدَ الرَّحْمٰنِ بْنَ عَوْفٍ رَجَعَ إِلَى أَهْلِهِ

[1] رواه الطبراني برجال ثقات، مجمع الزوائد: ۹۲/۹

وَهُوَ بِمَنًى فِي آخِرِ حَجَّةٍ حَجَّهَا عُمَرُ فَوَجَدَنِي فَقَالَ عَبْدُ الرَّحْمٰنِ: فَقُلْتُ: يَا أَمِيرَ الْمُؤْمِنِينَ، إِنَّ الْمَوْسِمَ يَجْمَعُ رَعَاعَ النَّاسِ وَغَوْغَاءَهُمْ، وَإِنِّي أَرَى أَنْ تُمْهِلَ حَتَّى تَقْدَمَ الْمَدِينَةَ، فَإِنَّهَا دَارُ الْهِجْرَةِ وَالسُّنَّةِ وَالسَّلَامَةِ، وَتَخْلُصَ لِأَهْلِ الْفِقْهِ وَأَشْرَافِ النَّاسِ وَذَوِي رَأْيِهِمْ. قَالَ عُمَرُ: لَأَقُومَنَّ فِي أَوَّلِ مَقَامٍ أَقُومُهُ بِالْمَدِينَةِ. رواه البخاري.[1]

ترجمہ: حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ حضرت عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ اپنے گھر والوں کے پاس منیٰ میں جارہے تھے، اور اس وقت وہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے ساتھ ان کے آخری حج میں منیٰ میں مقیم تھے تو میں انھیں راستہ میں مل گیا، انھوں نے مجھ سے کہا کہ (حضرت عمر نے لوگوں کے سامنے موسم حج میں بیعت اور امارت کے سلسلہ میں کچھ اہم بات ارشاد فرمانے کا ارادہ فرمایا تو) حضرت عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ اے امیر المؤمنین! اس سلسلے میں یہاں گفتگو نہ فرمائیں، اور جب آپ مدینہ منورہ پہنچ جائیں تو وہاں جاکر اس سلسلہ کی گفتگو فرمائیں، کیوں کہ مدینہ دارِ ہجرت اور دارِ سنت اور دارِ سلامتی ہے، وہاں آپ کو اہلِ تفقہ و سمجھ دار، اور شریف و عقل مند لوگ ملیں گے (جو آپ کی بات کو اچھی طرح سمجھ سکیں گے)۔ لہٰذا حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے یہ رائے پسند فرمائی اور فرمایا کہ میں سب سے پہلے مدینہ جاکر اس بارے میں گفتگو کروں گا۔

فضیلت نمبر-۱۰۸: نبی رحمت صلی اللہ علیہ وسلم کی سفارش اور گواہی ایسے شخص کے لیے جس نے مدینہ منورہ کے مصائب پر صبر کیا:

عَنْ يُحَنَّسَ مَوْلَى الزُّبَيْرِ أَخْبَرَهُ: أَنَّهُ كَانَ جَالِسًا عِنْدَ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ فِي الْفِتْنَةِ، فَأَتَتْهُ مَوْلَاةٌ لَهُ تُسَلِّمُ عَلَيْهِ، فَقَالَتْ: إِنِّي أَرَدْتُ الْخُرُوجَ يَا أَبَا عَبْدِ الرَّحْمٰنِ، اِشْتَدَّ عَلَيْنَا الزَّمَانُ، فَقَالَ لَهَا عَبْدُ اللّٰهِ: اُقْعُدِي لَكَاعِ، فَإِنِّي سَمِعْتُ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ يَقُولُ: لَا يَصْبِرُ عَلَى لَأْوَائِهَا وَشِدَّتِهَا أَحَدٌ

[1] رواه البخاري، كتاب مناقب الأنصار، باب مقدم النبي ﷺ وأصحابه المدينة، رقم الحديث: ۳۹۲۸

إِلَّا كُنْتُ لَهُ شَهِيْدًا أَوْ شَفِيْعًا يَوْمَ الْقِيَامَةِ. رواه مسلم.[1]

ترجمہ: (یحنس) مولیٰ زبیر کہتے ہیں کہ میں حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کے پاس فتنہ کے زمانہ میں موجود تھا کہ ان کی ایک باندی ان کے پاس آکر کہنے لگی کہ اے ابوعبدالرحمٰن! حالات بہت خراب ہیں، میں یہاں (مدینہ) سے کسی دوسری جگہ جانا چاہتی ہوں، اس پر حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے اس سے فرمایا: اے نالائق! مدینہ ہی میں رہ، میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے یہ ارشاد سنا ہے کہ جو کوئی مدینہ کی تکالیف برداشت کرے گا، ان پر صبر کرے گا، میں قیامت کے دن اس کے لیے گواہ اور سفارشی ہوں گا۔

تشریح: حدیثِ بالا سے مدینہ منورہ میں مستقل رہائش پذیر ہونے کی ترغیب معلوم ہوئی، اگر کسی پر کچھ پریشانی کے حالات آجائیں اور مدینہ منورہ سے باہر ایسے مواقع واسباب نظر آرہے ہوں کہ وہاں جانے سے دنیوی اور معاشی حالات بہتر ہونے کی امید ہو تو بھی مدینہ طیبہ کو چھوڑ کر نہیں جانا چاہیے، مدینہ منورہ میں صبر وشکر سے رہتے رہنا چاہیے، کیوں کہ اس پر سرورِ دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم شفاعت وگواہی کا وعدہ فرما رہے ہیں، اس سے بڑی کیا سعادت ہوگی کہ آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی شفاعتِ عامہ کے ساتھ شفاعتِ خاصہ بھی نصیب ہو جائے۔

فضیلت نمبر- ۱۰۹: مدینہ میں انتقال کرنے والے کے لیے آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی شفاعت اور گواہی:

عَنِ ابْنِ عُمَرَ رضي الله عنهما قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: مَنِ اسْتَطَاعَ أَنْ يَمُوْتَ بِالْمَدِيْنَةِ فَلْيَمُتْ بِهَا فَإِنِّي أَشْفَعُ لِمَنْ يَمُوْتُ بِهَا.[2]

ترجمہ: حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ جس شخص کو مدینہ میں مرنے کا موقع ملے تو اس کو چاہیے کہ مدینہ ہی میں مرے، کیوں کہ جو مدینہ میں

---

[1] رواه مسلم، كتاب الحج، باب الترغيب في سكنى المدينة والصبر على لأوائها، رقم الحديث: ۱۳۷۸

[2] رواه أحمد: ۲۷٤، والترمذي، كتاب المناقب، باب ما جاء في فضل المدينة، وقال: هذا حديث حسن صحيح غريب من هذا الوجه.

مرے گا میں اس کے لیے سفارش کروں گا۔

وَعَنْ سُبَيْعَةَ الْأَسْلَمِيَّةِ رضي الله عنها أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ: مَنِ اسْتَطَاعَ مِنْكُمْ أَنْ يَمُوْتَ بِالْمَدِيْنَةِ فَلْيَمُتْ بِهَا، فَإِنَّهُ لَا يَمُوْتُ بِهَا أَحَدٌ إِلَّا كُنْتُ لَهُ شَفِيْعًا أَوْ شَهِيْدًا يَوْمَ الْقِيَامَةِ. رواه الطبراني.[1]

ترجمہ: حضرت سبیعہ اسلمیہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ جس شخص کو مدینہ میں مرنے کا موقع ملے تو اس کو چاہیے کہ مدینہ ہی میں مرے، کیوں کہ جس کا مدینہ میں انتقال ہوا میں اس کے لیے قیامت کے روز سفارشی یا گواہ ہوں گا۔

فضیلت نمبر-۱۱۰: نبی اکرم ﷺ کا بکثرت بقیع تشریف لے جانا اور اہلِ بقیع کے لیے دعا واستغفار فرمانا:

عَنْ عَائِشَةَ رضي الله عنها أَنَّهَا قَالَتْ: كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ كُلَّمَا كَانَ لَيْلَتُهَا مِنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ يَخْرُجُ مِنْ آخِرِ اللَّيْلِ إِلَى الْبَقِيْعِ فَيَقُوْلُ: اَلسَّلَامُ عَلَيْكُمْ دَارَ قَوْمٍ مُؤْمِنِيْنَ، وَأَتَاكُمْ مَا تُوْعَدُوْنَ غَدًا مُؤَجَّلُوْنَ، وَإِنَّا إِنْ شَاءَ اللّٰهُ بِكُمْ لَاحِقُوْنَ، اَللّٰهُمَّ اغْفِرْ لِأَهْلِ بَقِيْعِ الْغَرْقَدِ. رواه مسلم.[2]

ترجمہ: حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ جب بھی میری باری ہوتی تھی تو رسول اللہ ﷺ رات کے آخری حصہ میں بقیع تشریف لے جاتے اور اہلِ بقیع کو اس طرح سلام فرماتے: اَلسَّلَامُ عَلَيْكُمْ دَارَ قَوْمٍ مُؤْمِنِيْنَ، وَأَتَاكُمْ مَا تُوْعَدُوْنَ غَدًا مُؤَجَّلُوْنَ، وَإِنَّا إِنْ شَاءَ اللّٰهُ بِكُمْ لَاحِقُوْنَ، اور دعائے مغفرت بھی فرماتے: اَللّٰهُمَّ اغْفِرْ لِأَهْلِ بَقِيْعِ الْغَرْقَدِ. اے اللہ! اہلِ بقیع کی مغفرت فرمادیجیے۔

---

[1] رواه الطبراني في "المعجم الكبير": ٢٩٤/٢٤، والبيهقي في "شعب الإيمان": ١١٤/٨، وذكره الهيثمي في "مجمع الزوائد": ٣٠٦/٣، وقال: رواه الطبراني في "الكبير" ورجاله رجال الصحيح خلا عبد الله بن عكرمة، وقد ذكره ابن أبي حاتم، وروى عنه جماعة، ولم يتكلم أحد بسوء.

[2] رواه مسلم، كتاب الجنائز، باب ما يقال عند دخول القبور، رقم الحديث: ٩٧٦

عَنْ عَائِشَةَ ﵂ تَقُوْلُ: قَامَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ ذَاتَ لَيْلَةٍ فَلَبِسَ ثِيَابَهُ ثُمَّ خَرَجَ، قَالَتْ: فَأَمَرْتُ جَارِيَتِي بَرِيْرَةَ تَتْبَعُهُ فَتَبِعَتْهُ، حَتّٰى جَاءَ الْبَقِيْعَ، فَوَقَفَ فِي أَدْنَاهُ مَا شَاءَ اللّٰهُ أَنْ يَقِفَ، ثُمَّ انْصَرَفَ فَسَبَقَتْهُ بَرِيْرَةُ، فَأَخْبَرَتْنِي، فَلَمْ أَذْكُرْ لَهُ شَيْئًا حَتّٰى أَصْبَحْتُ، ثُمَّ ذَكَرْتُ ذٰلِكَ لَهُ، فَقَالَ: إِنِّي بُعِثْتُ إِلَى أَهْلِ الْبَقِيْعِ لِأُصَلِّيَ عَلَيْهِمْ. رواه النسائي والحاكم في "المستدرك" وصححه ووافقه الذهبي.[1]

ترجمہ: حضرت عائشہ ﵂ فرماتی ہیں کہ ایک رات رسول اللہ ﷺ بیدار ہوئے، اور آپ ﷺ نے (باہر پہن کر جانے والے) کپڑے زیب تن فرمائے، اور گھر سے باہر تشریف لے گئے، میں نے اپنی باندی بریرہ ﵂ سے کہا کہ رسولِ اکرم ﷺ کے پیچھے پیچھے جاؤ (اور آپ ﷺ کو دیکھو کہاں تشریف لے جاتے ہیں؟) رسولِ اکرم ﷺ بقیع (مدینہ کا قبرستان) تشریف لے گئے، کچھ دیر ٹھہرے اور پھر واپس آ گئے، بریرہ آپ ﷺ سے پہلے ہی واپس آ گئیں اور مجھے بتلا دیا۔ میں نے رات کو آپ ﷺ سے اس سلسلہ میں کوئی بات نہیں کی، البتہ صبح کو میں نے اس کا تذکرہ کیا تو آپ ﷺ نے فرمایا: مجھے بھیجا گیا تھا کہ میں اہلِ بقیع کے لیے دعا کروں۔

تشریح: اس حدیث شریف سے معلوم ہوا کہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے رسولِ پاک ﷺ کو حکم ہوا تھا کہ بقیع تشریف لے جائیں اور اہلِ بقیع کے لیے دعا فرمائیں۔ سبحان اللہ! بقیع قبرستان میں مدفون حضرات کتنے خوش نصیب ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے حبیب ﷺ کو حکم فرمایا کہ بقیع جا کر اہلِ بقیع کے لیے دعائے مغفرت فرمائیں، اللہ تعالیٰ ہمیں بھی بقیع میں مدفن نصیب فرمائے۔ آمین

وَعَنْ أَبِي مُوَيْهِبَةَ ﵁ مَوْلَى رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ قَالَ: بَعَثَنِي رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ مِنْ جَوْفِ اللَّيْلِ، فَقَالَ: يَا أَبَا مُوَيْهِبَةَ، إِنِّي قَدْ أُمِرْتُ أَنْ أَسْتَغْفِرَ لِأَهْلِ الْبَقِيْعِ، فَانْطَلِقْ مَعِي. فَانْطَلَقْتُ مَعَهُ، فَلَمَّا وَقَفَ بَيْنَ أَظْهُرِهِمْ قَالَ:

[1] سنن النسائي، كتاب الجنائز، رقم الحديث: ٢٠٣٨، المستدرك: ٤٤٨٨/١

اَلسَّلَامُ عَلَيْكُمْ يَا أَهْلَ الْمَقَابِرِ، لِيَهْنِ لَكُمْ مَا أَصْبَحْتُمْ فِيْهِ مِمَّا أَصْبَحَ فِيْهِ النَّاسُ، لَوْ تَعْلَمُوْنَ مَا نَجَّاكُمُ اللّٰهُ مِنْهُ، أَقْبَلَتِ الْفِتَنُ كَقِطَعِ اللَّيْلِ الْمُظْلِمِ يَتْبَعُ أَوَّلُهَا آخِرَهَا، اَلْآخِرَةُ شَرٌّ مِنَ الْأُوْلَى. قَالَ: ثُمَّ أَقْبَلَ عَلَيَّ فَقَالَ: يَا أَبَا مُوَيْهِبَةَ، إِنِّي قَدْ أُوْتِيْتُ مَفَاتِيْحَ خَزَائِنِ الدُّنْيَا وَالْخُلْدَ فِيْهَا، ثُمَّ الْجَنَّةَ وَخُيِّرْتُ بَيْنَ ذٰلِكَ وَبَيْنَ لِقَاءِ رَبِّي ﷻ وَالْجَنَّةِ. قَالَ: قُلْتُ: بِأَبِي وَأُمِّي فَخُذْ مَفَاتِيْحَ الدُّنْيَا وَالْخُلْدَ فِيْهَا ثُمَّ الْجَنَّةَ. قَالَ: لَا وَاللّٰهِ يَا أَبَا مُوَيْهِبَةَ، لَقَدِ اخْتَرْتُ لِقَاءَ رَبِّي ﷻ وَالْجَنَّةَ، ثُمَّ اسْتَغْفَرَ لِأَهْلِ الْبَقِيْعِ ثُمَّ انْصَرَفَ، فَبُدِئَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ فِي وَجَعِهِ الَّذِي قَضَاهُ اللّٰهُ ﷻ فِيْهِ حِيْنَ أَصْبَحَ.[1]

ترجمہ: حضرت ابو مویہبہ رسولِ اکرم ﷺ کے آزاد فرمودہ غلام روایت کرتے ہیں کہ مجھے رسول اللہ ﷺ نے ایک مرتبہ درمیان رات میں اٹھایا، اور فرمایا: اے ابو مویہبہ! مجھے اہلِ بقیع کے لیے استغفار کا حکم ہوا ہے، تم بھی میرے ساتھ بقیع چلو، چناں چہ میں بھی آں حضرت ﷺ کے ساتھ بقیع حاضر ہوا، آپ ﷺ نے وہاں جا کر فرمایا: اے اہلِ قبرستان! تمھیں یہ حالت (یعنی بقیع میں مدفون ہوجانا) مبارک ہو، کاش! تمھیں پتہ ہوتا کہ اللہ پاک نے تمھیں ان فتنوں سے نجات دی جن میں دیگر لوگ مبتلا ہیں، اور وہ فتنے یکے بعد دیگرے اندھیری رات ٹکڑوں کی طرح آرہے ہیں، بعد والا فتنہ پہلے سے بڑا ہوتا ہے، پھر رسول اللہ ﷺ میری طرف متوجہ ہوئے اور فرمایا: اے ابو مویہبہ! مجھے دنیا کے خزانے اور اس میں ہمیشہ رہنے اور جنّت دی گئی ہے اور پھر اختیار دیا گیا ہے کہ دنیا کے خزانے یا اللہ سے ملاقات و جنّت اختیار کرلوں، میں نے عرض کیا: یا رسول اللہ ﷺ! آپ دنیا کے خزانے اور اس میں تاقیامت رہنے کی نعمت اور پھر اس کے بعد جنّت لے لیجیے، رسولِ اکرم ﷺ نے فرمایا: نہیں! اے

[1] رواه الإمام أحمد بإسناد حسن: ٤٨٩/٣٥، ٤٠٩/١٢، رقم الحديث: ١٥٩٣٩، وأخرجه أيضًا الدارمي في "سننه" في المقدمة

ابومویہبہ! میں نے اپنے رب کی ملاقات اور جنّت کو اختیار کیا ہے، پھر آپ ﷺ نے اہلِ بقیع کے لیے مغفرت کی دعا فرمائی، اور واپس تشریف لے آئے۔ اس کے بعد صبح کو آں حضرت ﷺ کو تکلیف شروع ہوئی جس میں آپ ﷺ کی وفات ہوئی۔

فداه أبي وأمي ﷺ

تم الكتاب بعون الله الملك الوهاب، الحمد لله رب العالمين

﴿إِنَّ اللّٰهَ وَمَلٰٓئِكَتَهٗ يُصَلُّوْنَ عَلَى النَّبِيِّ ۭ يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا صَلُّوْا عَلَيْهِ وَسَلِّمُوْا تَسْلِيْمًا﴾ (الأحزاب: ٥٦)

اللهم صل على محمد النبي الأمي وعلى آله وسلم تسليما، ورب صل وسلم دائمًا أبدًا على حبيبك خير خلقه كلهم.

مطبوعات البشریٰ

اردو و فارسی مطبوعات درس نظامی

خصائل نبوی شرح شمائل ترمذی
معین الفلسفہ
معین الاصول
فوائد مکیہ☆
آسان منطق
علم الصرف (اولین، آخرین)
عربی صفوۃ المصادر
جمال القرآن☆
نحو میر
میزان و منشعب
آسان نحو (اوّل، دوم)
تعلیم الاسلام☆
عربی زبان کا آسان قاعدہ
نام حق
پند نامہ☆
بہشتی زیور (تین حصے)
حیات المسلمین
آداب المعاشرت☆
تعلیم الدین☆
لسان القرآن (اول، دوم، سوم)
مفتاح لسان القرآن (اول، دوم، سوم)

خیر الاصول☆
آسان اصول فقہ
تیسیر المنطق
فصول اکبری
تاریخ اسلام
علم النحو
جوامع الکلم☆
صرف میر
تیسیر الابواب
آسان صرف (اوّل، دوم، سوم)
بہشتی گوہر
تسہیل المبتدی
فارسی زبان کا آسان قاعدہ
کریما☆
تیسیر المبتدی
عربی کا معلم (اوّل تا چہارم)
کلید جدید (مفتاح عربی کا معلم) (اوّل تا چہارم)
تعلیم العقائد☆
سیر صحابیات
الانتخابات المفیدۃ

دیگر اردو مطبوعات

نماز

آسان نماز☆
نماز مدلل☆
نمازیں سنت کے مطابق پڑھیے☆
مسنون نماز کی چالیس حدیثیں☆

نماز حنفی
آئینہ نماز☆
اپنی نمازیں درست کیجیے
رسول اکرم ﷺ کا طریقہ نماز

علم حدیث

حدیث رسول ﷺ کا قرآنی معیار
امام ابن ماجہ اور علم حدیث

امام اعظم اور علم حدیث
راہ سنت

حدیث

ترجمان السنہ
معراج کی باتیں

منتخب احادیث
جواہر الحدیث

تجوید

تسہیل القواعد
قواعد مخارج تجوید

سیرت رسول اللہ ﷺ

النبی الخاتم ﷺ
جامع الاخلاق
خطبات مدراس
نشر الطیب فی ذکر النبی الحبیب ﷺ

سیرت سیّد الکونین خاتم النبیین ﷺ
رسول اللہ ﷺ کے مکتوبات شریفہ
سیرۃ الرسول ﷺ

حج وعمرہ

فضائل حج
کتاب الحج☆
حج کا طریقہ قدم بہ قدم

معلم الحجاج
مسائل و معلومات حج وعمرہ

عقائد

تعلیم العقائد☆
اسلام اور عقلیات
عالم برزخ

تعلیمات اسلام
اکابر علماء دیوبند اور ان کے عقائد

فضائل

فضائل اعمال (اردو) (پشتو)
فضائل صدقات
فضائل علم
فضائل استغفار☆
فضائل قرآن
فضائل ذکر

فضائل درود شریف
فضائل تجارت☆
فضائل امت محمدیہ ﷺ☆
فضائل نماز
فضائل رمضان
فضائل تہجد

فضائل جماعت	فضائل مسواک
فضائل توبہ واستغفار	فضائل زبان عربی
جزاء الاعمال ☆	بارہ مہینوں کے فضائل واحکام

صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین

حیاۃ الصحابہ رضی اللہ عنہم	کرامات صحابہ رضی اللہ عنہم
خلفائے راشدین رضی اللہ عنہم	سوانح ابی ذر غفاری رضی اللہ عنہ

صحابیات رضی اللہ عنہن

سیر صحابیات	امت مسلمہ کی مائیں رضی اللہ عنہن
نیک بیبیاں	سیرت عائشہ رضی اللہ عنہا
رسول اللہ ﷺ کی صاحبزادیاں	

فقہ

بہشتی زیور مدلل (مکمل)	وصیت اور میراث کے احکام ☆
دلیل الخیرات فی ترک المنکرات	

معاشرت

حقوق الوالدین ☆	حقوق العلم ☆
صفائی معاملات	آداب معیشت ☆
اصلاح النساء	اصلاح خواتین
پردہ کے شرعی احکام	شرعی پردہ
اکرام المسلمین مع حقوق العباد کی فکر کیجیے	اکرام مسلم
تحفۃ النکاح	کسب حلال وادائے حقوق

مسنون علاج

الحجامہ (جدید ایڈیشن مع اضافہ مفیدہ)	مختصر الحجامہ

دعوت وتبلیغ

اصول دعوت اسلام	قرآن آپ سے کیا کہتا ہے؟
تبلیغی تقریریں	انسانیت کا امتیاز
مکاتیب مولانا الیاس رحمۃ اللہ علیہ	فضائل تبلیغ

اصلاحی کتب

آداب المعاشرت ☆	حیات المسلمین ☆
تعلیم الدین ☆	مرحبا بطالب العلم
تبلیغ دین امام غزالی رحمۃ اللہ علیہ	مجموعہ وصایا امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ
رسول اللہ ﷺ کی نصیحتیں ☆	علامات قیامت ☆
حیلے اور بہانے	خطبات الاحکام ☆
روضۃ الادب	اسلامی سیاست مع تکملہ
علیکم بسنتی ☆	ایک مسلمان کس طرح زندگی گزارے؟ ☆
زندگی سے بیزاری کیوں؟ ☆	مرنے کے بعد کیا ہوگا؟
موت کی یاد ☆	شوق وطن
سال بھر کے مسنون اعمال ☆	اعجاز القرآن ☆
اخبار الزلزلہ	اجتہاد اور تقلید
کامیابی	افادات محمود
تقلید واجتہاد	دنیا وآخرت
اصلاح انقلاب امت	اصلاح الرسوم
انفاس عیسیٰ	فروع الایمان
جوتم مسکراؤ تو سب مسکرائیں	تحفۃ المسلمین (مکمل)
ترقی	تحفہ خواتین
التشبہ فی الاسلام	حقوق الاسلام
اغلاط العوام	حقوق الوالدین (تھانوی رحمۃ اللہ علیہ)
آداب المتعلمین	حقانیت اسلام

ڈاڑھی کا وجوب مع ڈاڑھی کی قدر و قیمت مع ڈاڑھیاں بڑھانے کا حکم

جس کتاب کے ساتھ ☆ کی علامت ہے اس کا جیبی سائز بھی دستیاب ہے۔

www.maktaba-tul-bushra.com.pk
al-bushra@cyber.net.pk

مطبوعات البشریٰ

قرآنی مطبوعات

- قرآن مجید حافظی پندرہ سطری (۲۵) مجلد
- قرآن مجید حافظی پندرہ سطری (جی ۲۵) مجلد
- قرآن مجید حافظی پندرہ سطری (۲۳) مجلد
- قرآن مجید حافظی پندرہ سطری (جی ۲۳) مجلد
- قرآن مجید حافظی پندرہ سطری (۱۹) مجلد
- قرآن مجید حافظی پندرہ سطری (جی ۱۹) مجلد
- قرآن مجید حافظی پندرہ سطری (۱۵) کارڈ کور
- قرآن مجید حافظی پندرہ سطری (۱۳) کارڈ کور
- الم پارہ (درمیانہ) کارڈ کور
- دس سورہ (مع اردو ترجمہ) (سورۂ فاتحہ تا فیل)
- سورۂ یٰس (درمیانہ، بڑا)
- تفسیر عثمانی (۲ جلد)
- قصص القرآن (اوّل تا چہارم) (۲ جلد)
- قرآن مجید حافظی سولہ سطری (۲۳) مجلد
- قرآن مجید حافظی سولہ سطری (جی ۲۳) مجلد
- قرآن مجید حافظی تیرہ سطری (۱۹) مجلد
- قرآن مجید حافظی تیرہ سطری (جی ۱۹) مجلد
- قرآن مجید (بیاضی برائے ترجمہ) مجلد
- دس پارہ (۱ تا ۱۰، ۱۱ تا ۲۰، ۲۱ تا ۳۰) مجلد
- پنج پارہ (درمیانہ، بڑا) مجلد
- سہ پارہ (درمیانہ، بڑا) مجلد
- عم پارہ درسی: الفاتحہ تا النبا (درمیانہ، بڑا)
- عم پارہ (درمیانہ، بڑا) کارڈ کور
- پنج سورہ (الکہف، السجدۃ، یٰس، الواقعۃ، الملک)
- تفسیر بیان القرآن (۳ جلد)

قاعدے

- نورانی قاعدہ (درمیانہ، بڑا)
- نورانی قاعدہ (۲ تختیاں کارڈ لیمی نیشن)
- اقرأ قاعدہ (درمیانہ، بڑا)
- اقرأ قاعدہ (۲ تختیاں کارڈ لیمی نیشن)
- بغدادی قاعدہ (درمیانہ)
- قاعدہ یسرنا القرآن (درمیانہ)
- نورانی قاعدہ (رنگین تجویدی)
- نورانی قاعدہ (لیمی نیشن)
- قاعدہ جمعیت (لیمی نیشن، درمیانہ، بڑا)
- قاعدہ جمعیت (۲ تختیاں کارڈ لیمی نیشن)
- قرآنی قاعدہ (درمیانہ)
- رحمانی قاعدہ (درمیانہ)

اوراد و وظائف

- الحزب الاعظم (ماہانہ مکمل) مجلد/جیبی
- الحزب الاعظم (ہفتہ وار مکمل) مجلد/جیبی
- منزل (جیبی، درمیانہ، بڑا)
- اشرف العملیات
- آسان نیکیاں (جیبی، درمیانہ)
- مناجات مقبول (جیبی، درمیانہ)
- مسنون دعائیں (جیبی، درمیانہ)
- حصن حصین (جیبی، بڑا)
- حزب البحر مع قصیدہ بردہ (مترجم)
- زاد السعید (درمیانہ، بڑا)

دائمی نقشہ اوقات نماز وسحر و افطار

(برائے سندھ، پنجاب، خیبر پختون خوا) (کارڈ کیلنڈر)

چارٹ

- عملی طریقہ نماز مردانہ (تصویری)
- قواعد مخارج تجوید (تصویری)
- عملی طریقہ نماز مستورات (تصویری)
- چالیس مسنون دعائیں

www.maktaba-tul-bushra.com.pk

al-bushra@cyber.net.pk



021-35121955-7, 0321-2196170, 0334-2212230, 0346-2190910
www.albushra.org.pk info@albushra.org.pk